إنّ اللہ جمیل یحب الجمال

گلزارِ جمالیہ

مؤلفہ مرتبہ

حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ

مکتبۂ جمال

چک نمبر 114/10R تحصیل خانیوال ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان

اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ

گلزارِ جمالیہ

مؤلفہ و مرتبہ

حضرت علامہ عبد العزیز پرہاروی علیہ الرحمۃ

مکتبہ جمال
چک نمبر 114/10R تحصیل خانیوال ڈاکخانہ جہانیاں ضلع ملتان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد لولیہ والصلوٰۃ علےٰ نبیہ

خزان رسید و گلستان بآن جمال نماند	سماع بلبل شوریدہ رفت و حال نماند
نشانِ لالہ این باغ از کہ مے پرسی	برو کہ آنچہ تو دیدی بجز خیال نماند

اما بعد خاکپائے ابرار فقیر محمد برخوردار محشی نبراس و مؤلف رسالہ قول جلی
وغیرہ ارباب بصیرت کی خدمت مین رسالہ جمالیہ مؤلفہ حافظ عبدالعزیز پرہاروی کا ترجمہ
کر کے پیش کرتا ہے۔ گر قبول افتد زہے عزو شرف۔
عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ مشہور ہے یعنی صلحا کا ذکر کرتے ہوئے رحمت نازل ہوتی
ہے۔ علماء نے لکہا ہے کہ جسطرح بارش کے نازل ہونے سے زمین سرسبز اور کہیت بابرکت
ہو جاتے ہین جسے اسائش عالم کہا جائے۔ تو بجا ہوگا۔ اسیطرح صالحین کے ذکر پر وہ نعمتین نازل
ہوتی ہین۔ جن سے قلوب النّاس منور اور دماغ مخلوقات معطر ہو جاتے ہین۔ جنہین باعث اسائش
عالم کہا جائے۔ تو ناموزون نہ ہوگا۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے خاص و عام راعی و رعایا۔ ائمہ
امت اور سائر برایسے افات و بلایا دور ہوتی ہین۔ ولولا دفع اللّٰہ النّاس بعضہم ببعض
لفسدت الارض ولکن اللّٰہ ذو فضل علی العالمین یہ بہی مخفی نہ ہے کہ جملہ عند ذکر الصالحین
تنزل الرحمۃ کو کسی نے خبر کسی نے اثر لکہا ہے ابن جوزی۔ عراقی۔ مجد شیرازی۔ عسقلانی۔ سخاوی
وغیرہم تو اسے مقولہ سفیان بن عیینہ فرماتے ہین اور بعض اسے امام عبداللہ بن مبارک کا فرمودہ بتلاتے
ہین۔ امام غزالی نے اسے خبر فرمایا ہے۔ لعلہ ظفر بہ۔ ابن عربی نے اسے اثر کر کے
لکہا ہے صاحب قول مستحسن نے دیلمی سے با بن عبارۃ نقل کر کے عن معاذ رفعہ ذکر الانبیاء
من العبادۃ و ذکر الصالحین کفارۃ الحدیث لکہا ہے۔ و من ہہنا یظہر ان لہ اصل گو اس
کے بعض نے تکلم ہو۔ اللّٰہ اعلم۔ ع مراکمال محبت تراکمال جمال ؛ دو میاد کہ نقصان پذیرد این دو کمال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہون ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

ترجمہ بزبان اُردو کتاب انوار جمالیہ	ترجمہ فارسی انوار جمالیہ	اصل کتاب انوار جمالیہ
تیری ہی لئے حمد ثابت ہے انعمت مین ہو یا بلا مین۔	خاص برائے تست اے بار خدایا	لک الحمد فی النعمۃ و
اور تیرے ہی لئے شکر ہے سختی تنگی مین ہو یا	ہمہ سپاس و ستائش در ہمہ حال ہم انعام	البلاء و لک الشکر فی الشدۃ
فراخی مین اور تیری ہی طرف سے رحمت با کرامت	و چہ ابتلا و برائے تست شکر در کل احوال	والرخاء و منک الصلوۃ علی
ہو۔ تیرے حبیب پر جو تمام نبیون کا سردار ہے	چہ تنگی و چہ فراخی و درود و سلام نازل	حبیبک سید الانبیاء و
اور اوسکی آل پر جو برگزیدہ ہین۔ اور اوس کے	بر دوستے تو کہ سردار پیغمبران است و آل او	آلہ النجباء و اصحابہ الاصفیاء
اصحابون پر جو پسندیدہ ہین۔	کہ نجیب و حمید اند و اصحاب او کہ منتخب و	امّا بعد فھذہ
اما بعد یہ خصال پسندیدہ اور شمائل حمیدہ	برگزیدہ اند اما بعد الحمد و الصلوۃ پس این	الخصال الرضیۃ والشمائل
ہین۔ ہمارے محبوب و رہنما اور ہدایت کرنے	ملفوظات خصلتہائے پسندیدہ و سیرتہائے عمدہ	السنیۃ لمولٰنا و
	ستبرائے سرور ما کہ مرشد و رہنما و ہدایت کنندہ ما بود	مرشدنا وھادینا

[illegible]

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵ پر دیکھو۔

والے کی جنہیں جمع کیا ہے۔ فقیر عبد العزیز احمد
کے خلف الرشید نے۔ خدا تعالیٰ اوسکے ساتھ
نہایت ہی الطافانہ معاملہ کرے۔ یہ مجموعہ خوبہائے
فراوان جناب ممدوح کی وصال سے تیسرے
دن بوقت زوال شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ اُس
سے راضی ہو۔ مین اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا
ہون۔ کہ وہ اس کتاب سے مجھے بھی اور انکے
تمام مریدون اور مسلمانون کو فایدہ بخشے
اور اللہ ہی کیطرف بازگشت ہے اور رجوع سب کا۔

مقدس و متقی کہ با دیگر حق سبحانہ مزار او را
کہ گرامی و ارجمند است جمع گردانیدہ است
اینہا را فقیر عبد العزیز پسر احمد پٹیاروی
کہ با او حق سبحانہ ہر چہ کند بمقتضای لطف
خود کند کہ افضل ست و اولی شروع کرده بود
جمع آنہا را بوقت زوال از روز سوم بود
از وصال آنحضرت راضی و خوشنود باد
از وے حق سبحانہ و سوال میکنم از وے سبحانہ کہ
نفع دہد مرا و نیز باقی مریدان آنحضرت را بالتمام
مسلمانان را باین کتاب بسوئے اوست سبحانہ
رجوع و بازگشت ہمہ

قدس اللہ تعالی سرہ العزیز
جمعہا الفقیر عبد العزیز بن
احمد عاملہ اللہ سبحانہ بلطفہ
الامجد ابتدأہا وقت الزوال
من ثالث یوم من وصالہ
رضی اللہ تعالی عنہ واسأل
اللہ سبحانہ ان ینفعنی
وسائر مریدیہ والمسلمین
بہذا الکتاب والیہ
المرجع والمآب

[illegible]
والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار
والذین اتبعوہم باحسان رضی اللہ عنہم [illegible]
[illegible]

فمن بعدہم من العابد [illegible]
من العلماء والعباد [illegible]
[illegible]

حضرت ممدوح کے نام و نسب اور وطن کا بیان

حضرت ممدوح شیخ کامل بلکہ کامل تر تھے اور رہنما افضل و برگزیدہ تھے۔ صاحبان عرفان اور توحید کیلئے تکیہ گاہ تھے۔ صاحبان خلوت و یگانگت کے پیشوا تھے۔ برگزیدوں کے تاج اولیا کے سر دفتر ہمارے سردار اور آقا حافظ محمد جمال الحق والدین۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان کی روح پر فتوح کو راحت و آسائش میں رکھے! اور اُن کی فتوحات سے ہمیں محروم نہ کرے۔ آپ کے والد کا نام محمد یوسف جو حافظ عبد الرشید کے فرزند دلبند تھے رضی اللہ عنہما۔ جناب ممدوح بھی اور اُن کے اجداد امجاد بھی ملتان دار الامان کے متوطن تھے۔ سکونت آپ کی ملتان کے قلعہ کے باہر شرقی طرف جہاں اب روضہ مطہرہ ہے تھی +

اینست بیان اسم شریف و نسب و وطن آنحضرت بود که آنحضرت شیخ کامل اکمل و مرشد اعلیٰ و افضل تکیه گاه و معتمد اصحاب معرفت و وحدت و مقتدای و پیشوای اصحاب خلوت و یگانگت سر تاج گزیدگان و تاج گوهرین اولیاء اللہ سردار و مولائے ما جناب حافظ محمد جمال اللہ رحمة اللہ علیہ که زیبائی حق و دین باد بود خوش دار راحت سبحان روح پر فتوح آنحضرت را و رسانا دبما از فتوحات جناب ایشان والد بزرگوار حضرت ایشان حضرت محمد یوسف فرزند جناب حافظ عبد الرشید صاحب وطن حضور بلکه وطن تمام آباد و اجداد حضرت ایشان دار الامان ملتان است بیرون از کوٹ شہر بطرف مشرق

ذکر اسمه و نسبه و وطنه رضی اللہ سبحانه عنه هو الشیخ الکامل الاکمل و المرشد الافضل الامثل عند اصحاب العرفان و التوحید اسوة ارباب التجرید و التفرید تاج الاصفیاء اکلیل الاولیاء سیدنا و مولانا حافظ محمد جمال الحق و الدین روح اللہ سبحانه روحه و اوصل الینا فتوحه و الده محمد یوسف بن حافظ عبد الرشید رضی اللہ تعالیٰ عنهما متوطنه و متوطن آبائه و اجداده دار الامان ملتان خارج الحصن فی الطرف الشرقی

[illegible]

حافظ ممدوح کی شکل وشباہت

حضرت ممدوح قدس اللہ سرہ خوش رُو، چمکیلے موزون قد۔ معتدل نازک اندام تھے۔ آپکا چہرہ کسیقدر دراز تھا۔ آپکے دانت گویا اُن چھدرے موتیوں کی لڑی تھی۔ ناک عجیب ابرو کم مُو۔ باریک لب۔ ریش مبارک نہایت موزون تھی۔ آپکی ناک وپیشانی بوجہ کثرت سجود کسیقدر درشت تھی۔ آپ کے قدم کی پشت مائل بتسطیح تھی ۔

حافظ ممدوح کی رفتار کے آداب کا بیان

آپ ایسے تیز چلتے تھے کہ ہمارے نوجوان بھی اونہیں نہ مل سکتے تھے۔ اگر آپ کے پاس آسا (عصا) نہ ہوتا تو بسا اوقات ہاتھوں کو پس پشت جمع کر کے چلتے۔ ہم نے اکثر آپ کو عصا ہاتھ مین پکڑ کر چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ مجھے یاد نہین۔ کہ آپ بوقت رفتار عام لوگون کی عادت کے موافق ہاتھ ہلاتے ہون۔ جب چلتے تو سر مبارک نیچے ہوتا۔ بے ضرورت دہنے بائین ملتفت نہین ہوتے تھے۔ عصا آپکا بانس کی لکڑیکا ہوتا تھا۔ گاہ گاہ وہ عصا استعمال میں لاتے جو

اینست بیان حلیہ مبارک آنحضرت رح

بود حضرت ایشان خوبرو تر وتازہ رنگ شکل گلسرخ میانہ قد کم گوشت یعنی نازک اندام بود ونیز روئے مبارک آنحضرت قدرے طول داشت دندان مبارک چنان سفید وتسلم بود گویا رشتہ در مصفی بود ظلیف وباریک بینی از حد داشتند موئی مبارک ابرو بسیار زیادہ نبود نازک لب بود ونیز ریش مبارک بسیار موزون بود بر پیشانی آنحضرت رح سیما بود ملزا اثر کثرت سجود پشت قدم مبارک بہ برابری ہمچوان سطح قریب بود

اینست آداب یا دہ رفتن آنحضرت رح بوقت رفتن سرعت میداشتند چنانکہ جوانان در نمی یافتند آنحضرت و بسا بود کہ از پس پشت خود جمع میفرمودند دستہائے مبارک اگر نمی بود ہمراہ ایشان عصا لکن حسب رسما اکثر رفتنی آنحضرت بعصا بود و بیاد فقیر نیست جنبانیدن آنحضرت دستہا را بیش ازان چنانچہ عادت بعض مردمان است و ہمچنین بوقت رفتن سر فرو میداشتند نیز دیگر بمقتضائے ضرورت دیگری بود

ذکر حلیتہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

كان قدس سره حسن الوجه ازهر اللون معتدل القامة خفيف اللحم لطيف الاعضاء وجهه باد في طول اسنانه كانه سلك لؤلؤ مكنون اقنى الانف قليل شعر الحواجب لطيف الشفتين معتدل شعر اللحية على جبهته وانفه خشونة من اثر السجود ظهر قدمه الى التسطيح اقرب

آداب مشيه كان قدس سره اذا مشى اسرع لا يدركه شبابنا وربما كان اذا مشى جمع يديه من ورائه ان لم يكن معه عصا واكثر ما رأيناه يمشي مع عصا ولا احفظ تحريكه يديه قدامًا وخلفًا كما هو عادة الناس واذا مشى اطرق راسه ولم

يلتفت يمينا وشمالا الا للضرورة وكان عصاه من قصب
الخيزران وربما اخذ عصا

جو آپ کو ہدیہ ملا تھا۔ لوگ نہیں شناخت کر
سکتے تھے کہ کس درخت کا ہے +

حافظ محمد وح کی نشست کے آداب کا بیان

آپ کی اکثر نشست مانند تشہد تھی یا
باین طور کہ ایک زانو کھڑا ہو۔ اور گاہ گاہ مربع
بیٹھتے۔ جب اخیر عمر میں بڑھاپا لاحق ہوا۔ تو
اکثر تکیہ لگا کر بیٹھتے +

حافظ محمد وح رضی اللہ عنہ کے علم کا بیان

نہایت ہی دقیق اور مشکل مسائل میں از روئے
فکر آپ احسن الناس تھے۔ جب ہمیں کوئی
مشکل سے مشکل مسئلہ پیش ہوتا۔ گو وہ کسی علم
کا ہو۔ ہم آپ کی طرف رجوع کرتے۔ آپ اوسکے
حل اشکال میں ایسی واضح اور اچھی تقریر فرماتے
کہ جس سے زیادہ بہتر ناممکن نہیں۔ تو مشکل ضرور
ہے۔ آپ تحصیل علم کے وقت یعنی طالب علمی
میں۔ علم وذکاوت میں تمام طلباء سے افضل واکمل
سمجھے جاتے۔ اور اکثر علوم میں وہ ملکہ حاصل کیا
تھا۔ کہ تمام مدارس میں مستثنے خیال کئے جاتے
مناظرہ و مباحثہ کا یہ حال تھا کہ جو معارضہ میں
آتا۔ آخر خاموشی ندامت حاصل کرتا۔ کتاب

کہ بتحفہ ہدیہ آمدہ بود می شناخت ہیچکس
کدام درخت است این عصا این است
بیان نشستگی آنحضرت اکثر نشستن
حضور برخولانیدن ہر دو زانو بود کہ صورت
تشہد یا بالیستادن یک زانو و
این گاہ بود کہ می نشست بچہار پہلو و
در آخر عمر اکثر نشست حضور بتکیہ مے
بود بسبب لحوق ضعف پیری
بیان علم حضور بودند آنحضرت نیکوترین
مردمان در مسائل دقیقہ لہذا چون کہ
مشکل میشد بر ما ہیچ مسئلہ از ہر علم
کہ میبود رجوع بآن قبلہ میکردیم
و دران پس حل و بیان میفرمود با
حسن توجیہات ممکنہ چہ بود ذات
آن حضرت در وقت طالبی نیز از گزشتن
طالبان چہ در علم وچہ در ذکاوت و ملکہ در تحصیل
علوم تا کہ از میان طالبان مستثنے بود
در مدرسہ ہا و ہیچکس با آنحضرت
مقابل بہیچ مسئلہ نمے کرد۔ مگر
مغلوب میشد و تحصیل حضور

اہدیت الیہ لا یعرفہا الناس
من ای شجرۃ ہی اداب
جلوسہ کان اکثر جلوسہ
علی صورۃ التشہد او نصب
احد الرکبتین وقد یجلس
ربعا وکان یجلس فی الاکثر
متکئا لما لحقہ شئ من الضعف
فی اخر العمر علمہ کان
من احسن الناس فی المسائل
الدقیقۃ واذا اشکل علینا
مسئلۃ من ای علم کانت
رجعنا بہا الیہ فیقول فینا
احسن ما یمکن ان یقع وکان
وقت تحصیل العلوم من
اجل الطلبۃ علما وذکاء
وملکۃ فی العلوم حتی
کان یستثنی فی المدارس
ولم یعارضہ احد الا
وافحم بالمناظرۃ
وقد حصل العلم

دائرۃ الاصفیا تک علم حاصل کیا تھا۔ کہ خدا تعالی
نے انہین اپنی طرف کھینچ لیا۔ (شرح صدر ہوگیا)
باقی علوم ترک کر دیئے۔ پھر ریاضت و مجاہدہ مین
مشغول ہوئے۔ اور آپکے شیخ کا وطن موضع
مہاران ہے (جو مضافات ریاست بہاولپور سے ہے)
اور مقبرہ یعنی روضہ مبارکہ آپکا تاج السرور مین ہے
(جو مہاران شریف سے چند میل پر واقع ہے)
حافظ محمد ممدوح مسئلہ وحدت الوجود کی تحقیق مین
اجل العلماء تھے۔ شیخ اکبر محی الدین عربی اور
فاضل عبد الرحمن جامی قدس سرہما کی کتابونکو
بہت محبوب رکھتے۔ نفحات الانس۔ مثنوی لوائح
اشعۃ اللمعات۔ فصوص الحکم نہایت ہی پسند
خاطر تھین۔ خصوصًا فصوص الحکم کا فص محمدی
یہ فص تو یہانتک محبوب تھا۔ کہ اگر کوئی شخص
آپ کے سامنے ذکر بھی کر دیتا۔ تو جھومنے
لگ جاتے۔ اور اپنے لبوں کو ازرو ئے
لذت چوستے۔ مذکورہ بالا کتب وحدۃ وجود
سے اگر کوئی کتاب کسی مرید کو پڑھاتے۔ تو
ایسے ایسے پیچیدہ مسائل بیان فرماتے۔ کہ
عقول اور افکار متحیر ہو جاتے ... اپنی ... ہمگی

حضور تا کتاب دائرۃ الاصول بود پس
بجذ و کشید حق سبحانہ آنحضرت را
بسبب آن ترک فرمود مشاغل شدیدہ تکلیف
نفس بجہد در عبادات و طاعات و نیز مشاغل شد
بصحبت شیخ کامل خود کہ مقبول بارگاہ حق
سبحانہ بے نیاز قبلہ عالم حضرت شیخ نور محمد
صاحب بودند بود وطن مبارک ایشان در
قریہ مہاران متعلق ریاست بہاولپور و مزار
شریف در بستی تاج سرور نشہ کردہ از مہاران
جنوبا فقط و بود حضرت مرشد ما از سرکیان
عالمان جلیل القدر بعلم مسئلہ وحدۃ یعنی حقیقت
وجود و دوست میداشت کتب تصنیف شدہ
حضرت شیخ بزرگ جناب محی الدین بن عربی صاحب
را و نیز تصانیف حضرت مولنا فاضل جلیل
قدس سرہ السامی از ان پسند میکرد آنحضرت
را نفحات انس و مثنوی شریف و لوائح جامی
و اشعۃ اللمعات و نفرات و فصوص الحکم خصوص
کہ فص محمدی از ان کتاب دوست تر میداشت
حتی اگر نزد حضور آنحضرت ذکر او میشد
... میشد و ... مبارک ...

الی کتاب دائرۃ الاصول فجذبہ
اللہ سبحانہ الیہ فترک بقیۃ
العلوم واشتغل المجاہدات
والریاضات وصحبۃ شیخہ الکامل
مقبول جناب اللہ الصمد الشیخ
نور محمد وکان وطنہ فی موضع
المہاران ومقبرتہ المبارکۃ
فی التاج سرور وکان من اجل
العلماء علما بمسئلۃ الوحدۃ
ای وحدۃ الوجود ویحب تصانیف
الشیخ الاکبر محی الدین بن العربی
والفاضل الجامی قدس سرہما
فکان یعجبہ نفحات الانس
والمثنوی واللوائح واشعۃ اللمعات
والفقرات والفصوص سیما
الفص المحمدی منہ حتی اذا
ذکر لہ الفص المحمدی یرقص انس
ومطبق شفقتہ استاذ اذ
وکان بامرین احدا من ...
... اذا ذکر ... مسئلۃ

کی قسم ہے۔ کہ آپ علم کے تھے۔ ادنے
ادنے الفاظ سے قسما قسم کے علوم اور معانی
استنباط کرتے۔
تعلیم آپکی از روئے تفصیل۔ وضاحت۔ تمثیل
ایسی احسن تھی کہ کند ذہن طالبعلم کو دقائق
علوم اس طرح سمجھاتے کہ ذکی طالب کو اوسطرح
آپکا غیر نہ سمجھا سکتا۔

حافظ ممدوح رضی اللہ عنہ کے کھانے پینے کا بیان

آپ یہانتک قلیل الغذا تھے۔ کہ دوسرے مناسب
طور پر کہانے والے کی چہارم حصہ غذا ایک کہاتے
چونکہ آپ کہانے مین سب سے پہلے شروع کرتے
اور ہر ایک کے بعد ختم کرتے۔ اس لئے ہم یہ
سمجھتے۔ کہ آپ بسیار خوار ہین۔ (یعنی کہانا کم
کہاتے وقت بہت لگاتے) بعض اوقات کہانا
اپنے لئے جدا کر لیتے۔ کہ کہین بوجہ خلط ملط و
کثرت خورندگان زیادہ نہ کہا لیا جائے آپ
لقمہ چہوٹا لیتے۔ لیکن چباتے بہت۔ فرمایا کرتے
کہ احسن امر یہ ہے۔ کہ انسان اپنا کھانا جدا کر لیا
کرے۔ کیونکہ نفس اپنا چور ہے کہ جماعت سے چرا
لیتا ہے۔ کہانے کے وقت حکایات عجیبہ اور دعائیں نقل

بقادہندہ است کہ بود آنحضرت دریائے
جوشش دار در استنباط و استخراج مینمود
از ادنی [illegible] تسامح [illegible] و حکمت [illegible]
آنحضرت پس نیکو میکرد تعلیم و تدریس را
بتفصیل و توضیح و مثال فہمانیدن تا کہ
می فہمید از وے ناقص العقل انہا باریک
مضامین چنانکہ نمی فہمید ذکی از دیگری
انیست بیان آداب خورد و نوش آنحضرت
بود آنحضرت بسیار کم [illegible] تا بحدیکہ میخورد
بقدر چہار [illegible] تا ہم بسیار خوار
بلکہ میانہ خورد با جود آنکہ نمایش بسیار خوار
میداشت چرا کہ از جملہ رفیقان اول میبرد
دست الطعام و آخیری بر آوردی از آن
و بسا اوقات جدا میکرد [illegible] خوراک خود
را تا کہ بسبب رفاقت زیادہ مانند خوردہ
نشود [illegible] لقمہ کہ میکرد لقمہ را
و بسیار کرد خائیدن را و گفت خوب
ہمینست کہ جدا کردہ شود تمہ خوراک خود
چہ نفس امارہ دزد است کہ از جماعت میدزدد
و برائے نقل کرد [illegible]

لکن لجرا [illegible] استنبط من ادنی
لفظ افنانا من العلوم والمعانی
وکان یحسن التعلیم تفصیلا و
ایضاحا وتمثیلا حتی یفہم منہ
البلید من دقائق العلوم ما لا
یفہمہ الذکی من غیرہ ادب
اکلہ وشربہ کان قلیل الاکل
جدا حتی کان یاکل ربع
ما یاکلہ رجل معتدل الاکل
ومع ذلک کنا نراہ کثیر الاکل
لما انہ کان اول من یضع یدہ
فی الطعام واخر من یخرجہا منہ
وربما افرز لنفسہ خبزہ کیلا
یکثر من الاکل بسبب کثرۃ
الآکلین وکان یصغر اللقمۃ
ویکثر مضغہا وکان یقول
الاحسن ان یفرز خبزہ الاکل
فان النفس سارق یسرق من الجماعۃ
ویاخذ عند الاکل فی
الحکایات والاسمار عجیبۃ

غرضیکہ جو حکم نصائح و مصالح پر مشتمل ہوں
بیان فرماتے۔

ایکدن بحالت روزہ مدعو ہوئے۔ آپ قبول
فرماکر چلدیئے۔ ہم بھی ساتھ ہولئے۔ (صاحب
دعوت جسوقت کھانا لایا تو آپنے) یوں کیا۔ کہ
روٹیوں کو توڑ پھوڑ کر لقمے بنابنا سالن ذراخوش
لگاکر رکھتے جاتے۔ دوسرا اوٹھاکر کھاتے جاتے
اسی طرح دعوت ختم ہوئی۔ بجز اپنے چند ہمراہیوں
کے کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپنے نہیں کھایا۔ آپکی
عادت تھی۔ کہ جب کسی طعام کیطرف بلائے جاتے
تو قبول فرماتے۔ گو بلانیوالا دولتمند ہوتا یا
مفلس۔ فقیر کی دعوت کی طرف تو محبت اور
دل خوش سے جاتے۔ حتی کہ آپکے چہرہ پر بشاشت
کے آثار سمجھے جاتے۔ اور اغنیاء کی دعوتوں کی
طرف صرف سنت نبویہ کی محافظت کیلئے تشریف
لیجاتے۔ کبھی کسی طعام پر عیب نہ رکھتے۔ جو عیب
کرتا اُسے ملامت کرتے۔ ایکدن بکثرت
دعوتیں ہوئیں۔ فقیر والد بزرگوار کو اُنکی طرف
بھیجا۔ اور خود بدولت ایک فقیر کی دعوت میں گئے
میں بھی حضرت کے ساتھ تھا۔ صاحب دعوت

زبیکار بلکہ مشتمل بر حکمتہا و خیر خواہی
و پند بود۔ روزی آن حضرت رضی اللہ عنہ روزہ دار
و خواندہ شدند بسوی طعامی پس رفتند و رفتیم
ما ہمراہ وی پس داخل شد دست مبارک خود
تا صاحب طعام چنانچہ جز ہمی مبرو
لقمہ ہا و بنانخورش می آلود و مینہاد
و دیگر ہیچ یکے از اہل جوار ازان لقمہ ہا بر
گرفت دیگر لقمہ را میگرد و باوش ساخت
اختفا العبادت اللہ تا کہ ہیچکس غیر ما
و غیرہ معلوم نمیکرد روزہ و نخوردن
آنحضرت را الا بعض صاحبان آنحضرت
ہمچون مصنف و اسد و غیرہ و چگونہ
شدند ہیچ دعوت قبول میفرمود خواہ
داعی دولتمند میبود یا تنگدست لیکن
چندان فرق بود کہ دعوت فقرا بمحبت
دل و جان قبول میفرمود و گاہی
بسیار کہ سرور ظاہر می نمود و دعوت اغنیا
را محض بمحافظت سنت نبویہ آنرا میکرد
ازان طعام دعوت را اگرچہ معیب بود
بطور عیب تحقیری نمیکرد بلکہ عائب را ملامت

مشتملۃ علی الحکم والمصالح
والنصائح وقد کان ذات یوم
صائما فدعی الی طعام فذھب
وذھبنا معہ فلما دخل یدہ فی
الطعام فکان یکسر اللقمۃ ویصبغھا
بالادام فیترکھا فیرفعھا احد
ویاکلھا ثم یکسر الاخری فیفعل
بھا مثل ذلک حتی ما انفطر
عدم اکلہ اصحاب الضیافۃ و
سائر الناس الا بعض من اصحابہ
ولو ادعی الی طعام اجاب غنیا
کان الداعی او فقیرا وکان یجیب الی
دعوۃ الفقراء بمحبتہ وقلبہ
مسرور ویری فی وجہہ البشر
ثم یجیب دعوۃ الاغنیاء للمحافظۃ
علی السنۃ النبویۃ وما کان
یعیب طعاما قط ویلوم من عابہ
وقد کان ذات یوم دعی الی دعوات
کثیرۃ فارسل الیھا الفقراء
ولکنہ ذھب الی دعوۃ فقیر

گلئے کا گوشت جو اچھا پکا ہوا بھی نہ تھا ہمارے
پاس لایا۔ میں نے اُسے بہت مکروہ سمجھا۔ جب
آپ نے میرے چہرہ پر کراہت معائنہ فرمائی۔ تو
اوسکی تعریف کرنی شروع کی۔ اور اُسے خوش
ہو کر بڑی لذت سے کہانے لگے۔ میں نے
بھی مجبوراً کہایا۔ جب کہانیسے فارغ ہوئے۔ تو
دونوں ہاتھ دہوئے اور اونہیں رومال سے صاف
کیا۔ اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دُعا پڑہی۔ اے
اللہ اس طعام کے مالک اور کہانے والے اور
جس نے اس میں سعی کیا بخشدے۔ اے خدا
توہمارے لئے برکت کر اپنے فضل وکرم سے۔
یا اکرم الاکرمین۔ آپ کی عادت تھی کہ پہلے
تمام حاضرین پر طعام تقسیم کرتے۔ جب تقسیم سے
فارغ ہوتے تو استفسار فرماتے۔ کہ کوئی ایسا آدمی
تو نہیں رہا۔ کہ اسے کہانا نہ ملا ہو۔ جب تمام حاضرین
کو کہانا مل جاتا۔ تو آپ کہانے پر ہاتھ بڑہاتے اور فرماتے
کہاؤ۔ بعض شریفوں کیساتھ دعوتمیں ایک ہی خوان پر
کہاتے اور انکے ہاتھ پہلے دھلواتے۔ اور پیچھے اپنے
اگر کہانیوالوں میں کوئی لڑکا ہوتا تو اوسکے ہاتھ
پہلے دہلواتے۔ جب گوشت تناول کرتے تو اسکے

پیش ما گوشت گاو کہ خوب مطبوخ ہم نبود پیش
کرد و من ناپسند داشتم پس ہرگاہ کہ دیدند در روئے
ما آثار استکراہ را از جہت طبیخ کار بست کہ
ستودن آن طعام را و خوردن و چنان می نمود کہ
لذت میگیرد از و و خوش میشود با و پس خوردم
نیز ہمچنان خواہ نخواہ پس از فراغت شست
ہر دو دست مبارک خود را از برائے ادائے سنت
و بعد ازین بالید آنہا را بر رومال و بلند برداشت
ہر دو دست مبارک خود را و گفت اے
خدایا بخش صاحب این طعام را و نیز خورندگان
آنرا و نیز خرچ کنندگان و سعی نمایندگان را
و ازان خدایا برکت کن برائے ما در ان بفضل خود
و کرم خود اے کریم ترین کرم کنندگان
و بود از عادت شریفہ حضور کہ مقدم میکرد
تقسیم طعام میان رفقا بر خوردن بلکہ بر دیگران
تقسیم تفحص میفرمود کہ آیا کسی ہست کہ نرسیدہ
باشد او را طعام پس چونکہ تمام ایشان را کہ رسیدہ
در انسیفرمود بر اکل دست مبارک خود را
و ہم دیگر از آداب شریفہ
بود کہ اشراف را با خود ہم بر یک خوانچہ

الینا لحم بقر لم یحسن طبخہ فکرہتہ
فلما رأی ما فی وجہی من
الاستکراہ مدح الطعام واکلہ
مستلذا بہ مسرورا فاکلت
بجبر و اذا فرغ من اکل الطعام
غسل یدیہ ومسحہا بالمندیل
ورفع یدیہ وقال اللہم اغفر
لصاحب الطعام وللآکلین ولباذلیہ
ولمن سعی فیہ اللہم بارک لنا
بفضلک وکرمک یا اکرم
الاکرمین وکان یقدم تفریق
الطعام بین اصحابہ علی اکلہ
فاذا فرغ سأل ہل من
رجل لم یصبہ الطعام فاذا
اصابہم الطعام بسط یدہ
للاکل قال کلوا وکان یجمع
فی الدعوۃ بعض اہل الاشراف علی
المائدۃ واحدۃ ویقدم غسل ید الیتیم
للاکل علی غسل یدیہ واذا کان فی
الآکلین طفل قدم غسل یدہ

بعد ایسی چیز طلب کرتے جس سے دانتوں کا خلال ہوسکے بیشتر اوقات خلال نیم کے چھلکوں یا تیھونگ کے تنکوں سے۔

حضرت ممدوح کی پوشاک کے آداب کا ذکر

آپ گران قیمت اور عمدہ پوشاک زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ تہ بند بہت ہی کم باندھا کرتے تھے لیکن بوقت خواب عادت یہہ تھی۔ کہ پاجامہ یا شلوار پہنتے۔ سر مبارک حسب الاوقات کبھی رو ئی دار ٹوپی رکھتے۔ اور کبھی فقط دوہری جیسے قادری کہتے ہیں۔ اکثر پیراہن وہ پہنتے جسکا گریبان سینہ پر ہوتا۔ اور گاہ گاہ قلندری بھی پہن لیتے سفید دستار بہت ہی کم باندھتے۔ بلکہ اکثر اوقات آپ بوٹیدار دوپٹہ باندھا کرتے۔ اور سفر میں موزے یا جراب زیب پا کرتے۔ پاپوش معتدل فراخ۔ مضبوط زیر پا کرتے۔ نہ تنگ اور لطیف جیسے لوگوں کی عادت ہے۔ آپ نے کوئی لباس اور پاپوش نہیں پہنا۔ مگر ہم بھی کہتے تھے۔ کہ کیسا ہی خوبصورت ہے

حضرت ممدوح کی نماز اور وضو کا بیان

آپ وضو کے پانی کی طہارت کیلئے بہت کوشش فرماتے۔ آپکے وضو کے لئے دو کوزہ تھے جنکے

برائے صفائی دندان خلال می طلبید لیکن بعد از فراغ خوردنوش اکثر خلال آنحضرت بعض از علیہ یک چوب درخت نیم می بود یا نے نیشکر

بیان آداب پوشاک آنحضرت قدس سرہ

سر العزیز بود آنحضرت کہ بمقتضائے نعم ربکم بے فخر پوشاک جمیلہ حسنہ فاخرہ عجیبہ می پوشید بلکہ سر اویل مے پوشید مگر گہ خواب کہ اکثر تہ بند می بست و میلہ بر سر مبارک گاہ کلاہ یا ترکی خیمی گاہ پر از پنبہ می بود یا فقط دو تہ بود لیکن نہ پر از چیزے کہ آنہا را در مشہور قادری میگویند و وجہ تسمیہ آن نا معلوم و می پوشید پیرہن را کہ شگاف آن از پیش یعنی بر سینہ بود اکثر و گاہی پیرہن قلندری می پوشید بس کم می بست دستار را چہ جائے سفید بلکہ اکثر می پوشید بموقعہ جمعہ و امامت و عید می پوشید و می بست بر سر از ہمین چادر ہائے نشان و الا دگاہی در سفر موزہ و موزہ بر موزہ می پوشید و دوست میداشت از کفش ہا فراخ غلیظ میانہ را نہ تنگ نازک بس خوب را چنانچہ عادت مردمان است و نمی پوشید ہیچ لباس و

الطلب ما یتخلل بہ اسنانہ بعد الفراغ و اکثر ما کان یتخلل بہ دقاق عیدان النیم او قصب الجوار و قصب السکر

آداب لباسہ قدس سرہ

کان یلبس اللباس الجمیل الفاخر و قلما یتزر بالازار الا وقت النوم بل یلبس السراویل و یضع علی راسہ قلنسوۃ اما محشوۃ بالقطن او رضاعۃ غیر محشوۃ من الثلاث المشہورۃ بالقادریۃ و یلبس القمیص و الشق علی صدرہ فی الاکثر و قد یلبس القلندریۃ فقلما اعتم بعمامۃ البیضاء بل یعتم بجنۃ البرود المعلمۃ و قد کان یلبس الخف الجرموق فی السفر و یحب من النعال الواسع الثخین المعتدل لا الضیق اللطیف کما اعتادہ

کرتے نہین تھے۔ فرمایا کرتے تھے۔ کہ وضو کے
برتن کو خاص کر رکھنا اچھا تو نہین۔ لیکن چونکہ
لوگ برتنونکی حفاظت نہین کرتے۔ اور کوشش
چھوڑ دی ہے۔ اور اُنکے نجس ہونے کی پرواہ
نہین کرتے لہذا مین نے وضو کے برتن کو خاص
کر لیا ہے۔ پانی مین نہ اسراف کرتے نہ نقصان
بلکہ سنت کے موافق استعمال مین لاتے۔ آپ ایک
چھوٹی سی کرسی کھٹولی بنی ہوئی پر بیٹھکر وضو کرتے
جب وضو کرنیکا ارادہ ہوتا۔ تو وہ سفید رومال طلب
کرتے۔ جسکی ایک طرف شانہ اور ایک طرف
مسواک جو سُرخ چمڑے کے غلاف مین مغلف
تھی بندہی رہتی۔ ابتدا وضو مین ہمیشہ مسواک کرتے
اور ظہر اور عشا کے آخر وضو مین شانہ بھی کرتے۔
جسوقت وضو سے فراغت ہوتی۔ تو مسجد کیطرف
تشریف فرما ہوتے۔ ہم بھی پیچھے ہو لیتے۔ آپ جسے
چاہتے امام بنا لیتے۔ اور اُسکی اقتدا کرتے اکثر
اوقات قوم موجودہ سے اُسے مقدم کرتے۔ جو
پرہیزگار اور اعلم بالشریعۃ ہوتا۔ اگر ایسا امام میسر
نہ ہوتا۔ تو خود نماز پڑہاتے۔ نماز فجر مین تو اکثر
آپ ہی امامت کراتے۔ جب قرأت کرتے تو

بے مضایقہ وضو میکرد و آب نہاد بود آنحضرت
کہ میفرمود کہ گو خاص کردن آوند وضو نا
زیبا است مگر بسبب آنکہ مردمان کوشش
گذاشتہ اند و بے احتیاطی میورزند ما نا
در پرواہ پلیدی پاکی ندارند خاص کردم برائے
خود آوند وضو را و زیادتی از حد در آب
وضو نمیکرد و نہ کمی باز آن بلکہ استعمال آنحضرت
آب را بر طریق مسنون بود و بود آنحضرت
وضو میکرد بر چوکی صغیرہ بافیدہ و ہنگام
ارادہ وضو میکرد میخواست رومال را و بود
آن مندیل از پارچہ سفید اکثر برائے تخفیف
اعضا یک بستہ شدہ میبود بیک طرف او
مسواک و شانہ غلاف دار ہر یک از چرم
سرخ پس مسواک میکرد در اول وضو در ہمہ
نمازہا و شانہ میکرد در آخر وضو نماز پیشین
و نماز خفتن پس چونکہ فارغ میشد از وضو
بر میخاست و بسوی مسجد میرفت و ما نیز ہمراہ
میشدیم و مقدم میکرد بامامت نماز کسی اکہ
میخواست و خود با او اقتدا میکرد و در اکثر الاوقات
بشریعت چہ پرہیزگار ترین قوم را مقدم میفرمود

لا عن ذلك فربما توضأ بماء كان
يقول بعين تخصيص اناء التوضي
غير حسن الا ان الناس تركوا
جتهاد في اناء التوضي ولا يبالون
بنجاسته او طهارته فخصصت انا
خصصت اناء التوضي ولا
يسرف في الماء ولا يقتر بل يستعمل
على الطريقة المسنونة وكان يتوضأ
على كرسية صغيرة منسوجة
ولما اراد التوضي طلب منديلا
كان ذلك المنديل من الثوب الابيض
في الاكثر مشدود بطرفيه من
المسواك والمرجل مصونين في
غلافين من الجلد الاحمر فيستاك
في ابتداء الوضوء ويترجل في اخر
وضوء الظهر والعشاء فاذا فرغ من
الوضوء قام الى المسجد وتبعناه وقدم
من شاء فاقتدى به وكثيرا ما يقدم
العالم بالشريعة الاتقى واذا لم يجد
بنفسه كثيرا في الفجر بنفسه فاذا قرأ

[illegible] ۱۲

مسنون طور پر ضبط ربط سے پڑھتے۔ لوگوں کی طرح
آواز بہت بلند نہ کرتے۔ بلکہ جہر معتدل ہوتا۔ جو
قرأت کے مطابق ہو۔ سلام کے بعد مختصر دعا فرماتے
جو دین و دنیا دونوں کو مشتمل ہو۔ فجر اور عصر کے
فرضوں کے بعد وظیفہ پڑھ کر آسمان کی طرف دم
کرتے۔ پھر دعا مانگتے۔ ظہر اور مغرب و عشا
کی نماز مفروضہ کے بعد وظیفہ سے پہلے دعا
مانگتے۔ اگر آپ مقتدی ہوتے۔ تو امام از روئے
ادب بیٹھا رہتا۔ حتی کہ آپ وظیفہ سے فارغ ہو کر
آسمان کی طرف دم کر لیتے۔ تا کہ آپ کا ورد وظیفہ
قطع نہ ہو۔ جب نماز کا سلام ہوتا۔ تو جو شخص صف
میں آپ کے ساتھ ہوتا۔ تادباً پیچھے ہو جاتا۔
حالانکہ آپ منع بھی فرماتے۔ آپ اول وقت
یعنی شروع وقت میں نماز پڑھنے کو محبوب رکھتے
خصوصاً نماز جمعے کو جب جمعہ کا دن ہوتا۔ تو
موذن کو اول وقت اذان دینے کا حکم کرتے اور
خود غسل فرما نہایت خوبصورت پوشاک پہن اعلیٰ
درجہ کی خوشبو لگا مسجد کی طرف روانہ ہوتے ہم
بھی پیچھے ہو لیتے۔ گلی (رستہ) اور مسجد خوشبو سے
بھر جاتی۔ جب مسجد میں داخل ہوتے۔ تو خدام آپکی

تفصیل و ترتیل مسنونہ بکار می بست و بلند
نمی کرد آواز از القرات چنانچہ دستور اکثر
مردمان مرسوم پسند شد بلکہ جہرش جہر میانہ
میکرد موافق قرأۃ معتدل بود و بعد از سلام
انجیز و قصیر کہ از مندوب و بعد از فراغت
دعا مختصر از جوامع الکلم کہ مسنون است
میخواست شامل بر مقاصد خیر دارین و
نیز بتحقیق از عادات شریفہ حضور بود
کہ پس از نمازہائے کہ سنن السنیہ بود یعنی
فجر و عصر پیش از دعا میخواند وظیفہ را
کہ بعدہ دم بسوئے آسمان میکرد بستر دعا میخواند
و در سنت دار ازنمازہا یعنی ظہر و مغرب و عشا
دعا اول بعد ورد میکرد و اگر میبود آنحضرت
مقتدی حسب جمشید عادت آنحضرت امام
ہم سوئے دعا تاخیر میکرد تا فارغ حضور از ورد
و نفخ از برائے ادب تا کہ تفرق نشود ورد
آنحضرت فداہ قلبی و روحی چنانکہ پس از سلام
نزدیکان حضور از اہل صف از برائے ادب از برائے
پس تر میگشتند حالانکہ حضور منع میفرمودند
تواضعا از عادات شریفہ حضور بود کہ نماز
اول وقت مستحب می داشتند خصوص
در نماز جمعہ چہ بمحض دخول وقت امر باذان
میفرمودند و خود غسل مسنون و کذا لبس خوب تر
جامہائے موجودہ و استعمال احسن طیب

فصل ورتل ترتيلا مسنونا
ولم يرفع الصوت كما يرفع
الناس بل جهر جهرا معتدلا
مطابقا للقرأة فاذا سلم
دعا بدعاء موجز مشتمل
على مطالب الدنيا والدين
وقد كان يقرء بعد فريضة
صلوتي الفجر والعصر وردا
ينفخ به الى السماء ثم يدعو
في الظهر والمغرب والعشاء
كان يدعو اول الورد الذي كرره
وان كان مقتديا بغيره وقف
الامام في الدعاء تادبا حتى
يفرغ من الورد وينفخ به الى
السماء كيلا ينقطع ورده وكان
فاذا سلموا تأخر من يليه من
اهل الصف تادبا وهو يمنعهم
من ذلك وكان يحب الصلوة في
ابتداء الوقت سيما صلوة الجمعة
فاذا كان يوم الجمعة امر المؤذن
في اول الوقت واغتسل ولبس
احسن الثياب بعطر من احسن
الطيب ثم مشى الى المسجد

پاپوش کو اُٹھاتے۔ اور اوٹھانے میں تنازع کرتے اور آپ خود بھی اوٹھانیکا قصد کرتے۔ بوجہ فرمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ النعلین تحت العینین یعنی جوتی تحت النظر چاہیے لیکن مرید اُٹھا لیتے۔ جب ہمیں بنفس نفیس جمعہ پڑھاتے تو خطبہ مختصر ہوتا۔

حضرت محمد شریح کی سخاوت اور دلیری کا بیان

آپ دلیر ترین لوگوں کے تھے۔ ایک شب کو کسی خوفناک حادثہ کیطرف بلائے گئے۔ تو آپ تلوار پکڑ کر جوانان قوم سے سبقت لیگئے حالانکہ کفار ملعون نے ملتان دار الامان کو محاصرہ (گھیرا) کیا ہوا تھا۔ ابھی شہر کا محاصرہ نہیں ہوا تھا۔ کہ کسی نے بایں کلمات عرض کی کہ بہت ہی بہتر ہوگا (اگر) ہم کسی دوسرے شہر میں چلے جائیں اور محاصرہ سے نجات ہو جواب میں فرمایا۔ بوجہ مصیبت فرمادین عام ہو۔ ہی ہیں۔ جہاد فرض عین ہو چلا ہے پس ہم نہیں نکلتے۔ ہمارے لئے دو نوں عاقبتیں محمود ہیں غزا۔ شہادت۔ کفار نابکار کی نقب کی وجہ سے جب قلعہ کا برج گرا۔ تو وہ ملعون ازدحام کرکے قلعہ میں داخل ہوگئے۔ اور خوف

بہ استبرداشت کفش مبارک باہم تنازع میکردند و آنحضرت خود حسب مقتضائے طبعی خویش پس از دخول مسجد مبارک ارادہ برداشت کفش مبارک میکرد لیکن خادمان می بردا شتند ونزد تیز حضور یا خود میداشتند از برائے امتثال فرمودہ رسول کریم کہ کفش ہا باید کہ زیر نظر باشد قطعاً للانتظار یعنی فرا غالی الصلوٰۃ وچون جمعہ خود میخوانید اختصار در خطبہ میفرمود کہ مسنون است بیان بہادری حضرت ایشان آنحضرت بہادر ترین مردان بودند چنانچہ یک شب خواندہ شدند سوی یک مفسدہ پس شمشیر گرفتہ پیش رفت و بوقت گرفت باوجود ضعف بدنی و پیری جوانان قوم را بجائیکہ محاصرہ واقع گردیدہ بود کفار ملتان شریف دار الامان برگران بود بر خلاف العیش کہ دار الامان است وباوجودیکہ پیش از محاصرہ بس مردان بخدمت عرض کردہ بودند کہ خواب اینست کہ ہجرت کنی بسوئے شہری دیگر ونیز محاصرہ نمائی پس فرمود کہ این شورش عام است ہیچکس نیست و در اینچنین موقع جہاد کفار فرض عین میشود بر ہر کس ودیگر آنکہ

فعلہ المہاجرین وقد کانوا یتنازعون فی الرفع وہو یرید الدخول کان یقصد الرفع النعلین والخدام یرغبون لاتیان امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم النعلین تحت العینین وکان اذا صلی الجمعۃ یخطب ویوجز فی الخطبۃ شجاعتہ رضی اللہ عنہ وکان من اشجع الناس دعی لیلۃ الی ذعر فسبق شبان القوم متقلدا السیف وقد حاصر الکفار لعنہم اللہ بلدۃ دار الامان ملتان قبل ان یحاصر البلد کلا ولی ان تخرج الی بلد اخر ولا تحاصر فقال النفیر عام وقد فرض الجہاد فرض عین فلا نخرج ولنا عاقبتان محمودتان الغزو والشہادۃ والحاصل انہ خرج من الحصن ذات لیلۃ بنقب الکفار فازدحموا لعنہم اللہ تعالٰی للدخول فی الحصن واشتد الخوف

[illegible]

نہایت ہی درجہ کو پہونچا۔ حتی کہ جو لوگ اشجع الناس
ہونیکا دعوے کرتے تھے۔ وہ بھی کانپنے لگے
لیکن حضرت حافظ صاحب ممدوح دوڑ کر تمام
لوگوں سے پہلے وہاں جا پہنچے آپ کا ہتھیار تلوار
اور کمان تھی آپ تیر اندازی کے یہانتک ماہر
تھے کہ لوگوں کو سکھاتے۔ آپ ہر ایک ہتھیار کی
فضیلت کے عالم تھے۔ گو وہ ہتھیار کیوں نہ ہو آپ
ان خوفناک اور مہلک ایام میں بلا کھٹکے آمدرفت
رکھتے اور بوجہ اعتماد خدائے کریم خوفناک نہوتے۔

حضرت ممدوح کے حسن خلق کا بیان

حضرت ممدوح حسن خلق میں بہترین مردان تھے
لڑکوں بالوں پر نہایت شفیق۔ جب کوئی لڑکا
خدمت میں لایا جاتا۔ تو اس کے لئے وہ چیز حاضر
کرتے۔ جو اسے خوش کن اور پسندیدہ ہو۔ اور اسے
ایسی کلام کرتے جو اوسکے دل کو خوش اور الفت
میں لاتی۔ اور کوئی میٹھی چیز اوسے کھلاتے۔ جب
کسی شخص کی کسی عادت کو مکروہ سمجھتے تو زبان سے
نہ روکتے۔ بلکہ چہرہ کی کراہت کو ظاہر جتاتے
اگر اُسے ضرور منع کرنا ہوتا تو تعریضاً یا تمثیلاً اس
طرح سمجھاتے کہ وہ خود ہی سمجھ جاتا۔

تاکہ از بدیدن خطہا و عیار شجاعت بپا
ہرگاہ شنیدند قدس سرہ ایں را صمعی
گرد و پیش دستی کرد مردان را
بسوی جا یکہا قدا، ناگزیر یافت اورا
غیر ازو سلاح آنحضرت بود شمشیر
و کمان و آنحضرت خوب تیر انداز
تا دیگران از ایشاں می آموختند و بر دعالم
بفضیلت سلاحہا ہر کدام سلاح کہ بود
دیدہ انبوہی میکرد و خود بخود میرفت
درین روزہا مواضع خوف و مقامات
ہلاکت را در خوف نمیکرد و آں جوان مرد
از ہیچکس از انکہ اعتماد بخدای کریم داشت

بیان حسن سیرت آنحضرت

بود آنحضرت از نیکوترین مردمان
بسیرت و شفیق ترین ایشان بکودکان
یعنی کودکان چنانکہ وقتی کہ آوردہ
میشد بخدمت آنحضرت ہیچ کودک برای
وی غیر ویش میکرد با عجبات و اشیاء خوش
کنندہ و کلام میکرد با وی ہمہ دلش خوش
میشد و الفت پیدا می آید در ہیچکدام
و اور شیرینی را از تماشا ... حضور بود
اگر دیدی کہ از ہیچکس مکروہ شرعی پیدا
بزبان منع نمیکرد و اور اکراہت از رخ
بسیار کہ دیدہ میشد کہ تا آں ممتنع از آن
در میان نشست تا آن اگر ضرورت منع لسانی پیش مے آمد بجہت منع نمیکرد بلکہ با و تماشا با و بعض مثال تاکہ آں کس از خود مطلع میشد

اشتد امرہا حتی تزلزل
من کان یدعی انہ اشجع الناس
فلما سمع قدس سرہ بذلک سعی
وسبق الناس الی الموضع
المذکور ولم یکن معہ غیرہ
وسلاحہ کان السیف والقوس
وکان یجید فی الرمی حتی
یعلم الناس وکان عالما بفضیلۃ
السلاح ای سلاح کان و
کان یقتحم فی تلک الایام المخاوف
والمہالک ولا یخاف ثقۃ
باللہ الکریم حسن خلقہ
کان من احسن الناس خلقا
واشفقہم بالولدان و
الاطفال فاذا جیئ الیہ
بصبی احضر لہ بالعجبۃ
ویسرہ وکلمہ بما یطیب قلبہ
ویؤلفہ واطعمہ شیئا
حلوا واذا کرہ من رجل
شیئا لم یطرہ بلسانہ بل
تعرف الکراہۃ فی وجہہ وان
لم یکن بد من منعہ عنہ
ذکر تعریضا وتمثیلا
حتی یتفطن لہ الرجل

حافظ محمد وحؒ کی انگشتری کا بیان

حضرت ممدوحؒ کی انگشتری چاندی کی تھی جسکا نگینہ عقیق یمنی کا بشکل مثمن تھا اسپر فقرہ ان اللہ جمیل یحب الجمال منقوش تھا۔ آپکے فرمودہ پر کسی نے دوستون سے تحفۃً بھیجا تھا حضرت جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ کے نگینہ کا نقش بھی یہی تھا۔ اصل مین یہ الفاظ حدیث کے ہین جسے مسلم و ترمذی نے روائت کیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ حضور فداہ ابی و امی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبر کی مذمت فرمائی تو ایک شخص نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم تحقیق انسان دوست رکھتا ہے کہ اسکا جامہ اچھا ہو۔ اوسکی پاپوش اچھی ہو۔ تو آپنے فرمایا۔ اِنَّ اللہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ مین نے نہین دیکھا۔ کہ آپنے انگوٹھی انگلی مین پہنی ہو بلکہ بعض خدام کے پاس بٹوے مین رکھی رہتی خطوط پر لگایا کرتے۔ بعض قاصرین نے گمان کیا۔ کہ آپ اس نقش نگین مین محبوبیۃ حق سبحانہٗ تعالی کا دعواے کیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہین بلکہ یہ تفاءل تھا۔ یا ازروئے دعا تھا۔ یا اللہ تعالی کی نعمت کی تحدیث تھی۔ اللہ تعالی کی محبت اپنے بندے کے حق مین صحیح

بیان خاتم آنحضرتؒ است بود برائے آنحضرت فداہ یعنی خاتم از نقرہ کہ سنگ او عقیق یمنی بود و ہشت گوشہ منقش بود بدان این لفظ حدیث کہ ترجمہ اش اینست تحقیق خداوند سبحانہ صاحب جمال است دوست میدارد جمال خوبی ہر چیز را این خاتم بسبب امر حضور پر سال بود بسوئے آنحضرت از طرف بعض یاران دوستان بطور تحفہ و ہمچنین بود نقش سنگ خاتم حضرت شیخ جمال الدین صاحب ہانسوی رحمہ مؤلف می فرماید کہ اصل لفظ این صحیح از حدیث نبوی است آوردہ است این حدیث را در کتاب خود مسلم شریف و حضرت ترمذی رحمہ و حاصل و مورد این حدیث شریف اینست کہ وقتیکہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مذمت تکبر و سفاہت بیان فرمود پس شخصے از حاضرین عرض کرد یا رسول اللہ چگونہ باشد این با وجودیکہ ہر یکی از ما دوست میدارد و پسند میکند جامہ حسن نیکو و پاپوش نیکو و غیرہ را برائے خود و این کبر است و ہر کس تا آن مبتلا است و مخلص ازان متصور نیست پس بجواب آن فرمود کہ ترجمہ اش گذشت مؤلف صاحب میفرماید کہ نفی دوستیہ و علم خود کردہ میگوید کہ من ندیدم کہ پوشیدہ باشند خاتم را بانگشت خود بلکہ میبود در دیلہ و حرزدان نزد خادم میبود مہر میکرد بآن خطوط و مراسلات را و بعض بیوقوفان و منکران اولیاء اللہ خیال الحق

خاتمہ رضی اللہ عنہ کان الخاتم من فضۃ نصہ من العقیق الیمنی علی شکل المثمن نقشہ ان اللہ جمیل یحب الجمال ارسلہ الیہ بعض اصحابہ اتحافا من امرہ و ھکذا کان نقش فص الشیخ جمال الدین ہانسوی رحمہ فی اصل اللفظ من الحدیث اخرجہ مسلم والترمذی وحاصلہ ان رسول ذمہ الکبر فقال رجل یا رسول اللہ ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا و نعلہ فقال صلعم ان اللہ جمیل یحب الجمال وما رأیتہ لبس الخاتم فی اصبعہ بل کان موضوعا عند خادمہ فی خریطۃ یختم بہ المکاتبات وزعم بعض القاصرین ان فیہ دعوی محبوبیۃ الحق سبحانہ و تعالی ولیس کذلک بل ھو تفاؤل او دعاء او تحدیث بنعمتہ فیہ و محبتہ اللہ تعالی لعبدہ ان یرید

کہ اوسکے ساتھ نیکی کا ارادہ کرے۔

حافظ ممدوح کی بیعت کے آداب کا بیان

جب آپ کسی کو بیعت کرتے تو وضو فرماتے اور اوسے بھی وضو کیلئے کہتے۔ اور ایسا مکان پسند کرتے۔ جو لوگون سے خالی ہوتا۔ خود بیٹھتے اور اوسے اپنے سامنے بٹھاتے۔ اوسے استغفار تسبیح تہلیل کا حکم کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب پاک تحمید آیۃ النور وغیر ذالک جو چاہتے پڑھتے پھر اپنا ہاتھ اوسکے دونون ہاتھون مین رکھتے۔ اور اُسے فرماتے کہ مین نے فلانے طریقہ پر بیعت کی اور ایسا عہد کیا کہ اسکا خلاف نکرونگا۔ آپ مرید سے استفسار فرمالیتے کہ تو کس طریقہ مین بیعت کرنی چاہتا ہے۔ آپ چارون طریقون کے جامع تھے۔ لیکن طریقہ چشتیہ پسندیدہ کی خصوصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس طریقہ اور تمامی اہالی اس طریقہ سے خوشنود ہو۔ اگر مرید کسی طریقہ کا نام لیتا تو اس مین لے لیتے ورنہ اُسے چشتیہ طریقہ مین بیعت کرتے۔ پھر اُسے جو چاہتے حکم فرماتے۔ کہ اوراد اور وضو کی تحسین اور کمال اور مسواک۔ شانہ۔ سونیکے وقت سرمہ لگانا۔ اور معاصی سے اعراض میں مساعی رہے۔ اور ان امور کا

خیر باد فرماید بیان آداب بیعت قبول کردن حضور ست از عادات شریفہ حضور بوقت بیعت قبول کردن حضور از آنکسیکہ بحضور حدیث خود ہم وضو میکرد و اورا ہم بوضوا مر میفرمود و در مکان خالی از مردمان می نشست و وے را نشانید اوا پیش خود برائے تلقین بسوے بیعت پس امر میکرد اورا باستغفار و تسبیح و ذکر لا الہ الا اللہ و سبحان اللہ میخوانید اورا حسب مشیت خود سبحانہ از کتاب اللہ آیات حمد و آیۃ نور کرا ابتدا اس اللہ نور السموات است او خوانند پس مینہاد دست او را میان دو دستہائے خود و میفرمود او را کہ بگو کہ در فلانے طریق بیعت کردم و عہد کردم کہ ہرگز خلاف آن نخواہم کرد و از عادۃ کریمہ حضور بود کہ اول باز عہد کورمی پرسید از مرید بیعت کردہ کہ درین طریق و سلسلہ از سلاسل رابعہ ارادہ بیعت داری چہ بود آنحضرت در ہر چہار سلسلہ ماذون و جامع آنہا و طریقہ خاصہ آنحضرت سلسلہ چشتیہ بہشتیہ بود رضی اللہ سبحانہ عنہم اجمعین پس اگر بسند کرد ہیچ یکے را از ان طرق مذکورہ بیعت در ہمان میگرفت در ان ورنہ در سلسلہ چشتیہ بیعت میگرفت پس امر میکرد بانچہ میخواست

بہ الخیر آداب بیعتہ کان اذا بایع لاحد یتوضأ و امرہ بالوضوء و اثر مکانا خلیا عن الناس کلہم و جلس و اجلسہ بین یدیہ امرہ بالاستغفار والتسبیح والتہلیل واقرأہ ماشاء من کتاب اللہ سبحانہ التحمید و آیۃ النور و غیر ذالک ثم وضع یدہ بین یدیہ و قال لہ قل انی بایعت فی الطریقۃ الفلانیۃ عہدا لا اخالفہ و کان رضی اللہ عنہ ثم یسئل عن مرید فی ای طریق ترید البیعۃ و کان جامعا للطرق الاربعۃ و طریقتہ الخاصۃ بہ الچشتیۃ المرضیۃ رضی اللہ سبحانہ عن اہلہا فان اختار طریقۃ اخذ بہا والا بایعہ فی الطریقۃ الچشتیۃ ثم امرہ بما شاء من الاوراد و تحسین الوضوء و اسباغہ والسواک والترجیل والاکتحال عند النوم والاعراض عن المعاصی

[illegible] ۲

استغفال علی حسب الاحوال فرماتے۔ مبتدی کو ابتدا
میں تو اکثر یہی فرماتے کہ درود شریف اور لا الٰہ الا اللہ
کہا کرے۔ اور سونے کے وقت اللہ اللہ کی تکرار کرتا
رہے۔ یہاں تک کہ سو جائے۔

آپ کی کلام کے آداب کا بیان

آپ شیریں گفتار تھے۔ آپ مختصر اور ایسی
نافع کلام کرتے جو حکمت اور معرفت کے چشموں
پر مشتمل ہوتی۔ آپ مخاطب کے مزاج و مذاق کے
موافق کلام فرماتے۔ اگر مخاطب عالم ہوتا تو علمی
مسائل میں شروع ہوتے۔ اگر کسان (زراعت کار)
ہوتا۔ تو زراعت کی حکایات کہنا شروع فرماتے
یہ سب کچھ مخاطب کی تانیس و تالیف قلب کے
لئے ہوتا۔ اور گاہ گاہ حاضرین کے دلوں کو خوش
کرنے کے لئے ظرافتیں اور خوش طبعی کی باتیں کرتے
لیکن خوش طبعی میں بھی حق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوتا
آپ کے بعض کلمات طیبات باین طور تھے فرماتے
خارق عادت یہ ہے کہ تو اپنے نفس کی عادات کو
مثلاً سیری، فضول کلامی، عبادات میں سستی وغیرہ
ساتھ قلت خوراک، خاموشی اور ریاضت کے
توڑ دے اگر اللہ تعالیٰ تیرے لئے خرق عادت

و نیز امر میفرمود بشغل ذکر و فکر مناسب حال
او و اکثر در فرمایش اوراد شریح بعد درود
شریف میکرد بر رسول کریم صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم و ذکر لا الٰہ الا اللہ و بار بار
گفتن اللہ اللہ وقت خواب تا کہ میبرد او را
خواب بیان آداب کلام شریف
آنحضرت است و آنہا بسیار است
اما چیزی ذکر میشود و بود آنحضرت شیرین
خوب گو چہ بحکم خیر الکلام ما قل و دل کلام
آنحضرت مختصر نفع مند بود شامل
بر چشمہ ہائے علم محکم و معرفت حق سبحانہ
و بحکم کلموا الناس علی قدر عقولہم کلام
آنحضرت بہر کس بر انداز عقل آن مخاطب
بود چنانچہ اگر آن مخاطب مثلاً عالم شرع
میبود میگرفت و شروع میشد در مسائل
علوم دینیہ و اگر میبود از دہقانان میگرفت
و در سخنان مناسب زراعت کشت امری مشتمل بر علوم و
نصائح از برائے انس و الفت بود و آنحضرت
کہ گاہی مزاح و خوش طبعی میکرد نہ لغو بلکہ
سنت نبوی کار می بست دل حاضرین را خوش
میفرمود و از آن تا آنکہ گفت مگر حق را بر وفق
شرع و چنین ذکر بعضے آنہا بزبان
مردمان و اندوہ است چنانچہ فرمود
آنحضرت خارق عادت این است کہ توڑ
[illegible] خود کے

وامره بالاشتغال على حسب حاله
واكثر ما يامره من الاوراد
الصلوة على النبي عليه الصلوة
والسلام والتهليل وتكرار
الله الله عند النوم حتى ياخذه
النوم بيان آداب كلامه وذكر
نبذ منه كان حسن الكلام يتكلم
بكلام موجز نافع مشتمل على
عيون الحكمة وينابيع المعرفة
وكان يكلم كل واحد بما
يوافق مزاجه فان كان
عالما اخذ في مسائل العلم
وان كان من اهل الزراعة
اخذ في حكاياتها
تانيسا وتاليفا وكان
يمازح احيانا
تطييبا لقلوب
الحاضرين ولا يقول
الا حقا وهكذا اذكر
من بعد كلماته
قدس سره قال خرق
العادة
ان تخرق عادة
من عادات نفسها

ظاہر کرے۔ تو وہ دو قسم پر ہو گی۔ یا تو وہ خرق
عادت تیری مکافات کیلئے ہو گی۔ اور یہ خرق مذموم
ہے۔ لوگ اس سے دھوکہ کھاتے ہیں اور اسے کرامت
شمار کرتے ہیں۔ حالانکہ اس قسم کی خرق عادت
جفاکش کفاروں کو بھی حاصل ہو جاتی ہے دوسری
قسم خرق عادت مکافات کے طور پر نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ
مدارج فقر اور معرفت کی ترقی کیلئے ہوتی ہے جس سے
تیرے اکرام و شرف کا اظہار ہو گا۔ صرف یہی قسم
محمود ہے۔ کرامات اولیا اسی قسم کی ہوتی ہیں
ایسی کرامات کا عدم ظہور نہایت بہتر ہے۔ کیونکہ اس
میں مکافات کا وہم ہو سکتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ
یہ الفاظ علوم کے ان اسرار سے ہیں جو حدقہ
چشم کی سیاہی سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔
فاحفظہ۔ حضرت ممدوح رضی اللہ عنہ فرماتے
کہ طبیب کا ایمان ضعیف ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ مریض
کی شفا اپنے نفس کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اور
اس سے مغرور ہوتا ہے۔ اگر اس وہم سے سلامت
رہے۔ تو پھر شکور ہوتا ہے۔ فرماتے بہت اچھا شغل
ندا و صدا کا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب کوئی امر وجود
میں ظہور پذیر ہو۔

پس این دو وجہ دارد یکی آنکہ ظہور خرق
عادت از تو برائے مکافات تو باشد کہ ریاضت
کشیدی و این مذموم است نشان الغرار
و اکرام نیست عاقبت نیکو ندارد و حالانکہ مردمان
بآن فریب میخورند و کرامت می شمارندش
و صاحب آنرا ولی و بزرگ خود امید لند
حالانکہ این قسم حاصل میشود ہر مجاہد ریاضت
کش را گو کافر باشد یا مومن فاسق
یا حامی یا منت کش دیگر آنکہ بنا شد بدل
ریاضت کشی بلکہ برفیع و بلند کند حق سبحانہ مرتبہ
ترا بسبب نفس کشی تو بخلاف عادت آن برتر
ولایت رساند و معرفت و فقیری محمود و مشہور
صدور خلاف عادت کالمشی فی الہوا مثلا
تابع آن نعمت ولایت برائے اعزاز و اظہار
شرافت تو در مخلوق این قسم بس خوب است
و ازین قسم است معجزات انبیاء کرام و کرامات
اولیاء عظام لاکن ظہور این بلکہ اخفای آن از
حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام
حسن است حضرت مولف رحمہ می فرماید میگویم کہ
این کلام حضرت فداہ روحی از اسرار و نکات
علومیست کہ میباید نوشتن آنہا نہ بسیاہی بری
بلکہ بسیاہی چشمہا۔ پس باید کہ یاد کنی آنرا
و فرمود حضرت کہ ہر طبیب ضعیف الایمان است
چہ غیرہ میشود بنسبت شفا بسوئے خود آن مریض

فذالك على وجهين اما
ان يكون مكافأة لخرق
عادتك وهذا مذموم
والناس قد اغتروا
بذلك ويعدونه كرامة
وهو يحصل للكفار
المرتاضين ايضا واما لا يكون
مكافأة لعمل بل يرفعك الله
بخرقك عادتك درجة
من مدارج المعرفة والفقر
فيكون انخراق عادة الله
يتبعه ذلك اكراما واظهارا
لشرفك وهذا المحمود
ومنه كرامات الاولياء
وعدم ظهوره احسن
جدا لان فيه توهم المكافأة
قلت هذا من اسرار
العلوم التي تكتب بسواد
الاحداق فاحفظه قال كل
طبيب ضعيف الايمان لانه ينسب
شفاء المريض الى نفسه ويغتر
بذلك فان سلم من ذلك الوهم
فشاكر قال احسن الاشغال شغل الندا
والصدا وهو انه اذا ظهر امر في الوجود

گرو وامر تجھہ سے وجود مین آیا ہو یا تیری غیر سے
کہ یہ حقیقت مین اللہ تعالے ہی ظاہر ہوا ہے اور وہی
اسکا فاعل ہے۔ اور اسکا ظہور غیر سے نہین صرف
وہم ہی وہم ہے۔ پس اللہ تعالی کا فعل مانند ندا ہے
اور تیرا فعل مانند صدا ہے۔ پھر یہ شعر فرمایا ؎
ہمہ عالم صدائے نغمۂ اوست
کہ شنید این چنین صدائے دراز + یعنے
تمام عالم اوسکے نغمہ کی صدا ہے۔ ایسی طول طویل صدا
کس نے سنی ہوگی۔ فرماتے ہر ایک شخص اپنے پروردگار
کو ایک شخص مین دیکھے گا۔ جیسا کہ حدیث صحیح مرفوع
مین ہے کہ اللہ تعالی انکے لئے صورت منکرہ مین تجلی
فرمائیگا۔ وہ کہینگے نعوذ باللہ کہ تو ہمارا رب ہو۔ پھر انکے
لئے حسنہ صورت مین متجلی ہوگا۔ پھر کہینگے کہ تو ہمارا
رب ہے اور سجدہ کرینگے اسکے لئے پھر فرمایا۔ کہ پس جب
یہ حدیث سلطان المشائخ شیخ نظام الدین احمد
بداونی قدس سرہ نے سنی۔ تو کہا کہ مین اللہ تعالے سے
التماس کرونگا کہ میرے لئے میرے شیخ فرید الدین
مسعود اجودہنی کی صورت مین متجلی ہو۔ اگر ایسا نہ ہوا
تو مین اوسے نہین دیکھونگا
فرمایا حضرت ممدوح نے کہ حدیث صحیح مرفوع مین آیا ہے

از تو یا از غیر تو بدانی کہ تحقیق این امر
ظہور آن از حق سبحانہ است بحقیقت و
اوست جل شانہ کنندہ آن امر و نیست ظہور
آن امر از غیر او سبحانہ مگر امر موہوم
خیالی پس بدان کہ فعل حق سبحانہ ہمچون
آواز است و فعل تو مانند عکس
آواز است پس فرمود برائے تصدیق
با قال ہمین بیت عماسی کہ خوہد اش
اینست کہ تمام جہانیان و افعال ایشان
عکس آواز حق است بس دراز شکل
آن کسے دیدہ نہ ہیچکسے شد و فرمود
آنحضرت تحقیق خواہد دید ہر کس رب خود را
خود را بروز قیامت در صورۃ معین
چنانچہ مروی است در حدیث صحیح مرفوع
تحقیق حق سبحانہ جلوہ خواہد کرد در صورۃ
نازیبا پس خواہند گفت پناہ بخدا کہ باشی
صاحب این صورۃ پروردگار ما پس ایشان
دیگر بار جلوہ و ظہور خواہد فرمود در صورۃ خوب
زیبا پس خواہند گفت کہ ہان تو پروردگار
مائی و سجدہ خواہند کرد و در حدیث فرمود
پس ہرگاہ شنید این را حضرت سلطان المشائخ
جناب شیخ نظام الدین بداونی بخاری
قدس اللہ سبحانہ سرہ العزیز فرمود و درخواست
میکنم بجناب حق سبحانہ این را کہ جلوہ کند
بر من در صورۃ شیخ اجل من حضرت جناب

منک او من غیرک تعلم انہ
امر ظہر من اللہ تعالی فی الحقیقۃ
وھو فاعلہ ولیس ظہورہ
من غیرہ الا امر او ہمیا فقط فعلہ
کالنداء وانت وفعلک
کالصداء ثم قال ؎ ہمہ
عالم صدائے نغمۂ اوست ؎
کہ شنید این چنین صدائے دراز
قال رضی اللہ سبحانہ عنہ انہ
یری کل احد ربہ یوم القیامۃ
فی تشخص کما ورد فی الحدیث
الصحیح المرفوع ان اللہ یتجلی
لھم فی صورۃ منکرۃ فیقولون
نعوذ باللہ من ان تکون ربنا
فیتجلی لھم فی صورۃ حسنۃ
فیقولون انت ربنا ویسجدون
لہ قال ثم فلما سمع ذلک
سلطان المشائخ الشیخ
نظام الدین احمد بداونی
قدس سرہ قال اسئل اللہ تعالی
ان یتجلی علی فی صورۃ شیخی
فرید الحق والدین مسعود
الاجودھنی وان لم یتجلی
علی فی صورتہ فلا اراہ قال
فی الحدیث الصحیح المرفوع

[illegible]

کہ احسان یہ ہے۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بایں خلوص و
نورانیت کرے۔ کہ گویا تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ اگر
یہ مرتبہ حاصل نہ ہو سکے کہ تو اسے دیکھے تو یہ اعتقاد تو ہو
کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ محققین نے اس حدیث شریف
کے اخیر فقرہ یوں تقریر کی ہے کہ حضور فداہ ابی و امی
صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کا فرمودہ تراہ جزا ہے۔ حضور کے
فرمودہ فان لم تکن کی۔ اور کان تامہ ہے معنی یہ ہے
کہ اگر تو فناہ ہو گیا۔ تو تو اُسے دیکھیگا۔ لیکن اس میں یہ
اشکال ہوگا۔ کہ اگر معنے محققین کا کیا جائے۔ تو قیاس
یہ چاہتا ہے کہ بجائے تراہ تراہ بحذف الالف ہو کیونکہ
مقام جزم ہے۔ حافظ ممدوح فرماتے ہیں کہ اسکے جواب
میں تفصیل ہے جو اپنے مقام میں مذکور ہے فارجع الیہ حافظ
ممدوح فرماتے ہیں۔ کہ ہمارے شیخ کا شیخ محب النبی
مولوی فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ علم حدیث کے حسن فن
عالم نہیں بلکہ اعلم تھے۔ اور اسکی تعلیم و تدریس کے اشد
محب تھے۔ صحیح بخاری کا درس دیا کرتے تھی لیکن بالمشافہ
کہ مقام درس پر گلاب چھڑکتے! و دلوبان وغیرہ کا بخور
کرتے (دُ کھاتے) پھر ایک حدیث یا دو حدیثیں پڑھا کر انکے
الفاظ و معانی کی حقیقتیں اور اُن سے استنباط مذہب کا
بیان فرمانا شروع کرتے۔ یہ درس ظہر کی نماز کے بعد عصر

پس احسان اینست کہ عبادت کنی حق
سبحانہ را بانطور گویا می بینی و اگر
طاقت آن طور نداری پس عبادت کن
بطور یکہ خیال داری کہ مرا حق می بیند
ترا محققین گفتہ اند کہ قول
نبوی ترا جزا است جزا فان لم تکن بنا بر
آنکہ کان تامہ بمعنی صار یعنی اگر شوی
فانی خواہی دید ذات حق را جل شانہ
و در تقریر و توجیہ مشکل است سوال
چہ برین تقریر قیاس تراہ باید بلکہ
تره بحذف الف بجزم چہ جزا است و منع
و در بارہ جوابش تفصیل است طویل
کہ در شروح احادیث مذکور است موضع
دست فرمود کہ بود شیخ مشیخ ماحضرت
مولنا محب النبی جناب مولوی فخر الدین محمد
دہلوی عالم ترین مردمان بعلم حدیث
و سخت ترین ایشان محبت بر تعلیم و تدریس
آن علم شریف چہ بوقت تدریس صحیح بخاری
شریف مشتاد و گلاب بر امیال می پراشند
تسلیط البراد با تعظ اللہ و قال الرسول
بخور میکردی و بخت چیزہا سوختنی بخور
پس از انکہ حدیثے مبنی یک حدیث یا دو
وحدیث بخوانید از اسرار
بیان معانی نقطہا و مقاصد آن

الاحسان ان تعبد اللہ کانک
تراہ فان لم تکن تراہ فانہ
یراک الحدیث اعلم انہ قد جعل
المحققون قولہ تراہ جزاء
القول فان لم تکن وکان تامۃ
ای فان صرت فانیا رأیتہ وفیہ
اشکال فان القیاس تر بحذف
الالف للجزم وفی جوابہ تفصیل
مذکور فی موضعہ قال
وکان شیخ شیخنا محب النبی
مولنا مولوی فخر الدین
محمد الدہلوی اعلم رجال بعلم
الحدیث واشد حبا علی
تعلیمہ و تدریسہ فکان
یدرس صحیح البخاری نیرش
ماء الورد و یبخر البخورات
الطیبۃ و یدرس حدیثا
او حدیثین ثم یاخذ فی
بیان حقائق الالفاظ
و معانیہا و کیفیۃ استنباط
المذاہب منہا و ذلک
بعد صلوۃ الظہر الی ان
... وقت

کیوقت کے داخل ہونے تک رہتا۔ نماز عصر
سے فراغت حاصل کر کے مثنوی درس شروع
فرماتے مغرب کی اذان تک + بعض مشائخ سے
ناقلا فرماتے کہ درویشی چیست اے درویشی
کیا ہے۔ مٹی ہو جانا کہ اسپر پانی چھڑکنا۔ نہ پاؤں
کو اس سے دکھ نہ پیٹ کو اس سے رنج۔
فرماتے۔ اکثر اہل بہشت کم عقل ہونگے فرماتے
کم عقل سے مراد دیوانگان نہیں ہیں جیسے
لوگوں کا گمان ہے۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں
جو دنیا سے غافل ہیں۔ اور ماسوا اللہ
سے جاہل ہیں۔ حافظ محمد رح نے فرمایا
کہ مرض سوء القنیہ اور کسالت اور تکان کے
لئے نافع تر دوایہ ہے۔ کہ تو زنجبیل (سونٹھ)
کو پیسکر روٹی میں پکائے (بھونے) پھر اسکو
نکالکر اسکے ہموزن شکر ملاکر کھائے فرماتے
ہم نے سنا ہے ہرڑ زرد کو پیسکر آنکھ میں بطور
سرمہ کرنا دمعۃ العین (آنکھ سے پانی بہنے) کو
نافع ہے، فرماتے ہمارا شیخ قدس سرہ
صفراوی بخار کا علاج کاسنی کے
پانی سے نکھ ملا کر کیا کرتے۔ حافظ محمد رح

و پس از نماز عصر تدریس مثنوی شریف میکرد
تا بانگ نماز مغرب و فرمود نیز بنقل از
بعض بزرگان درپارسی خلاصہ اش اینکہ درویشی
درویش آنوقت متحقق خواہد گشت کہ کم آزار
باشد چون خاک ہموار نہ ظاہرا ضرر رساند
و نہ باطنا نہ بزبان و نہ بدست چہ درویشی
ثمرہ کمال السلام است و آن بجز بے آزاری
وجود ندارد کما قال المسلم من سلم المسلمون
من لسانہ و یدہ و فرمود رح کہ در حدیث
اکثر اہل الجنۃ البلہ نیست مراد بلید دیوانگان
چنانچہ مردمان گمان کردہ اند بلکہ
آن کسانند کہ از دنیا غافل شدند
و ماسوی اللہ را ترک دادند و پس
پشت انداختند و فرمود رح کہ از
نافع ترین دواہا برائے بد ہضمی
کہ معدہ را سست و ضعیف سازد و بعض ازاں
و برائے سستی و درماندگی اینست
کہ بریان کنی زنجبیل یعنی سونٹھ
سحق شدہ را بشکم اقراص نان
پستر بیرون آری و ہم مثل
آن شکر سفید یعنی کھنڈ آمیختہ
بخوری فرمود کہ شنیدہ ام
کہ چشم کشیدن ہلیلہ زرد نفع میدہد
اشک چشم آب چشم را و گوید حضرت شیخ
صفراوی را بآب کاسنی ... علاج ...

فاذا صلے العصر درس
المثنوی المعنوی الی
اذان المغرب و قال ناقلا
عن بعض المشائخ درویشی
چیست خاکی بیختہ ابکے
بدو ریختہ نے پائی را از و
درد ہے نے پشت پائی را
از و گردی قال اکثر اہل
الجنۃ البلہ لیس المراد
بالبلہ المجانین کما زعم
الناس بل الذین غفلوا
عن الدنیا و جہلوا ما سوی
اللہ تعالی قال رح من
انفع الادویۃ لسوء القنیۃ
والکسل والاعیاء ان
تشوی الزنجبیل المسحوق
فی الخبز ثم تخرجہ و تمزجہ
بمثلہ من السکر
تاکلہ قال رح سمعت
ان الاکتحال بسحیق الا
ہلیلج الاصفر ینفع دمعۃ
العین قال و کان شیخنا
قدس سرہ یعالج الحمی
الصفراویۃ بماء الہندبا
مع المسہل

بھی معہ اپنے مریدون کے باتباع شیخ بھی
علاج کیا کرتے۔ مصنف رسالہ فرماتے ہین
کہ مین ایک دن حافظ اخشذا تمرخ رض کے ساتھ
کشتی مین سوار تھا۔ ملاح نے لکڑی پانی
دریافت کرنے کے لئے دریا مین ڈالی
پس اُس نے اُسجگہ کے عمق کو نہ دریافت
کر کے کہا۔ اللہ حضرت ممدوح نے یہہ
سُنکر مجھے اشارہ کیا۔ کہ ای عبد العزیز
ملاح کے مقولہ کو سمجھا۔ مین نے عرض کی۔
ہان اسکی مراد یہ ہے۔ کہ حقیقت حق سبحانہ
تعالیٰ کی ایسا عمیق سمندر ہے جس کی تہہ
نامعلوم ہے۔ فرمایا ہان۔ فرمایا مروی ہے
کہ حضرت بلال رض جو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا موذن تھا۔ رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ عالیہ سے
نکل گیا۔ جب مدت کے بعد اسمین واپس
آیا۔ تو صحابہ نے تقاضا کیا۔ کہ نماز
کے لئے اذان دے اُس نے انکار
کیا۔ انہون نے تقاضے پر اصرار کیا
تو مجبوراً اس نے اذان شروع کی مجرد

و لرزان بود کہ دوائے کہ از غلبہ خلط صفرا
بودہ باشد برائے خود و مریدان خود ہمین
دوا میکرد و تبرکا و متابعۃ شیخہ و بود معہ کہ
ہمراہ حضور پر نور در ہیچ کشتی دریا۔
پس داخل نمود کشتیبان ہیزم یعنی چوبی
را در دریا تا کہ معلوم کند عمق آب را پس
نیافت چہ عمق آن از اندازہ ہیزم زیادہ بود
پس متعجب گشت و حیران شد گفت آن ملاح
اللہ سبحانہ پس اشارہ بمن فرمود آنحضرت
و گفت یا عبد العزیز فہمید مقولہ ملاح را گفتم
آرے چہ تحقیق گفتہ است کہ کنہ ذات
پروردگار دریائے است زود رتہ مدرک
ہیچکس نیست پایان او پس
فرمود آرے اینچنین است کہ گفتی
و فہمیدی و فرمود کہ مروی است
حضرت بلال رض موذن رسول کریم
بیرون رفت از مدینہ عالیہ
پس از وفات آنحضرت رسول
پس از مدتے کہ عود فرمود صحابہ
کرام طلب بانگ نماز از وے
کردند تشوقا الی زمن الرسول پس ابا
او رد لاکن پس بسبب سخت التقاضائے
شان شروع کرد اذان را تا کہ

وكان يعالج نفسه
ومريديه بهذا الدواء
تبعا لشيخه وكنت معه
ذات يوم في سفينة
فادخل الملاح خشبة
في الماء ليطلب بها قعر
البحر فلم يدرك لعمق الماء
فقال الله فغمزني الشيخ
يا عبد العزيز فهمت ما
قال الملاح فقلت نعم
قال ان حقيقة
الحق سبحانه وتعالى
بحر عميق لا يدرك القعر
فقال نعم كذلك قال
روى ان بلالا مؤذن
رسول الله صلى الله
عليه وسلم خرج من المدينة
بعد وفاته ثم عاد اليها
بعد مدة فطلب
منه الصحابة
ان يؤذن للتشوق
فابى فتقاضوه
فشرع في الاذان

شروع کرنے کے مدینہ .لیہ کے لوگ
اسقدر چیخے اور بلند آواز روئے ۔ کہ حضرت
بلال اذان تمام نہ کر سکا۔ اس روز لوگو
غم وگریہ وفات کے دن کے موافق ہوا
ہوا۔ مؤلف صاحب فرماتے ہین۔ کہ اس
روائیت حدیث کی صحت میں گفتگو ہے۔
واللہ اعلم فرمایا صوفی تیس سال کے بعد سلوک
فی اللہ مین مستر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ حق سبحانہ تو
کی وصال اور عرفان کے مدارج کی طرف
عروج۔ نفس امارہ کی مخالفت اور شہوات
شکستگی سے حاصل ہوتا ہے۔ بایںوجہ
فرشتون کے لئے ترقی نہین۔ بلکہ ہر ایک
فرشتہ کے لئے مرتبہ مقررہ ہے۔
اسلئے خواص انسان خواص ملائک
پر بزرگی دئیے ہوئے ہیں۔ اس مین
کوئی شک نہین۔ کہ جب تک جوانی اور نفس
سرکش کے خواہشات قبل از تیس سال
بہت ہی سخت ہوا کرتے ہین۔ پس نفس
کی ممانعت قبل از سی سال حق سبحانہ تعالے
کے وصول مین نہائیت ہی دخیل ہوتی ہے

بلند شد گریہ وشور در مدینہ مطہرہ بمرتبہ کہ
قادر نشد بلال بر تمام کردن بانگ و گذشت
از غم وحزن دران روز آنچہ گذشتہ بود بروز
انتقال رسول کریم۔ مؤلف میفرماید کہ بعضے
اہل حدیث یعنی محدثین در صحت ہمین حدیث
بموی چیزے خدشہ است وجائے
سخن وحق سبحانہ نیکو میداند۔
خفیف حال راکہ چگونہ است وظاہرا
غالباً صحت است وفرمود آنحضرت کہ
صوفی پس از سی سال در سلوک راہ
خدا سر در میشود چہ وصول بحق سبحانہ
وبالا رفتن بمراتب معرفت بمخالفت
نفس سرکش وترک شہوات باشد
وغیر ازین سبب نیست برائے فرشتگان
بالا رفتن یعنی بلکہ ہر یکے ایشان را مقامی معین است
بران قائم است از اول یا آخر ہمین
است سبب فضیلت گزیدگان آدم گزیدگان
فرشتہ بے شک در ابتدائے جوانی یعنی پیش از سی
سال خواہش نفس سرکش بس سخت میباشد
پس مخالفت آن پیش از سی موثر
تر باشد در رسیدن بحق سبحانہ تعالے

فارتفع البکاء والصیحۃ
فی المدینۃ العالیۃ حتی
لم یقدر البلال علی تمام
الاذان . . . وجری فی ہذا
اليوم ماجری یوم وفات
رسول اللہ من الغم
والبکاء قلت ولاہل
الحدیث فی صحۃ ہذا
الروایۃ مقال واللہ اعلم
قال الصوفی بعد الثلثین یارد
وذلک لان الوصول الی
الحق سبحانہ والارتقاء الی
مدارج العرفان انما ہو بمخالفۃ
النفس الامارۃ وکسر الشہوات
ولذلک لیس للملائکۃ
ترقی بل لکل منہم مقام
معلوم ولذا افضل خواص
الانس علی خواص الملائک ولا
شک ان عنفوان الشباب وشغب
النفس الامارۃ قبل الثلثین

فقدر شغب النفس ... افضل فقال الحسن ابن الفضل ... ۱۲

فرمایا کہ وجود کل کا کل بہتر ہے۔ زنا اسلئے
بُرا ہے۔ کہ عصمت (پاکدامنی) کو معدوم
کرنیوالا ہے۔ میں کہتا ہوں یہ عظیم الشان
مقدمہ ہے۔ حکمت اشرقیہ کے مقدمات
سے اشراقی حکماء کا مقولہ ہے کہ وجود یا
تو محض خیر ہی ہوتا ہے۔ یا اوسکی خیر اوسکے
شر پر غالب ہوتی ہے۔ محض خالص شر
یا شر غالب بالکل پایا ہی نہیں جاتا۔ بلکہ
ایسے وجود کی پیدائش حکمت بالغہ بعید سمجھتی
ہے۔ غالب خیر خیر ہے۔ اسکا ترک کرنا خیر
کثیر کو فوت کرنا ہے۔ صوفیہ کرام نے اس
مقدمہ کو قبول کیا ہے۔ بعض مشائخ سے
سوال کیا گیا۔ کہ مقاتلہ کرنیوالے کافر میں کیا
خیر ہے۔ جواب دیا کہ اسمیں الیسی خوبی ہیں کہ
کہ وہ نبی میں ہیں نہ ولی میں۔ اسکا قاتل
غازی ہوتا ہے۔ اور اسکا مقتول
شہید۔ فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے
وصول کے لئے بہترین طریقہ وہ ہے جو
ہمارے مشائخ نے معنعن کے طور پر بات
صحیح رسول اللہ تک پہونچایا ہے۔

وفرمود وجود تمام آن نیکو است وزنا بداست
چہ ودان نابود کردن معصومی پاکدامنی است گفتہ
مجبولیات مؤلف سیفر باید کہ تفکر من این مقدمہ
الیست عظیم الشان از مقدمات حکمت اشراقیہ
چہ حضرات اشراقیین فرمودہ اند کہ وجود دو قسم
است یا فقط خیر یا خیرا و غالب بر شر او لاکن
حکم الکل پس آن ہم خیر شد فثبت ان
الوجود کلہ خیر و شر خالص و آنچہ شر او
غالب باشد۔ پس آن فرد وجود نیست
چہ بوجود آوردن آن بعید از حکمت کاملہ
است نہ غالب الخیر چہ ترک آن کم
کردن خیر کثیر است وحضرات صوفیہ متاخرین
زادہم اللہ سبحانہ شرفا وتعظیما این مقدمہ
را برائے قبول قبول کردہ اند ودال است
بران این کہ سوال کردہ شد از بعض بزرگان
صوفیہ کہ ظاہر کافر کشندہ مسلمانان شر محض
است فضلا عن غالب الشر و غالب الخیر والخیر
المجرد پس چرا پیدا کردہ شد وچہ خیر و حکمت
است دران فرمود آن شیخ سئل عنہ در پیدا
کردن کافر خیر غالب است چہ دو خوبی دارد کہ در
نبی و ولی ہم موجود نیست قاتل وے بمرتبہ غازی رسد و مقتول
وے بمرتبہ شہادت کہ ہر دو مرتبہ جلیل القدر است
فرمود کہ خوشترین راہہا در موصول بجناب سبحانہ راہ مشائخ
است کہ بہ معنعن فلان بسناد صحیح تا رسول کریم

قال الوجود کلہ خیر والزنا
شر من انہ اعدام العصمۃ
قلت ھذہ مقدمۃ عظیمۃ
الشان من مقدمات حکمۃ
الاشراق قال الاشراقیون ان
الوجود اما خیر محض
او اما خیرہ غالب علی شرہ
واما الشر المحض و غالب
الشر فلا یوجد اصلا
وایجادہ بعید عن الحکمۃ
البالغۃ وغالب الخیر
خیر وترکہ تفویت
للخیر الکثیر وتلقت الصوفیۃ
الصافیۃ ھذہ المقدمۃ
بالقبول وسئل بعض المشائخ
عن خیر کافر مقاتل
قال فیہ خیران لیسا
فی نبی ولا ولی قاتلہ
الغازی ومقتولہ
شہید قال احسن طرق
الوصول الی الحق سبحانہ
طریق مشائخنا
المعنعن بالاسناد
الصحیح الی رسول اللہ

اور وہ یہ ہے کہ ظاہر تو شریعت شریفہ سے
آراستہ ہو۔ اور اس پر استقامت ہو۔ اور
باطن صفات رذیلہ مانند بخل حسد کبر سے
مبرا معرا ہو۔ فرمایا حدیث میں ہے۔ مومن
مومن کا آئینہ ہے۔ مومن کی دو تفسیریں
ہیں۔ اول یہ ہے کہ مومن اول سے مراد
حقتعالی ہے۔ اور ثانی سے بندہ مومن۔
ثانی اس کا برعکس اور دونوں صحیح ہیں فتوحات
مکیہ میں مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔
کہ وہ تیرا آئینہ ہے۔ تیرے دیکھنے میں
اپنے نفس کو اور تو اسکا آئینہ ہے اسکے اسما
وصفات کے دیکھنے میں میں حافظ محمد نوح
کے ساتھ کشتی پر سوار تھا۔ آپ نے مجھے خطاب
کرکے فرمایا۔ اے عبدالعزیز وجود مطلق
کی اپنے مظاہر میں ظہور کی مثال موجوں کی
مثال بہت بہتر ہے۔ میں نے آپکی زبان دُرفشان
سے بہت دفعہ یہ شعر سنا ہے ۵ سمندر ہے سمندر
ہے جس طور پر قدم میں تھا۔ موجیں اور
گھریں نو پیدا شدہ ہیں۔ یعنی موجوں
اور گھروں نے ذات بحت کو متغیر نہیں

و آن مراد مستکنین ظاهر خود است بشریعت غرا
و محکم ماندن بر آن و تخلیت باطن خود از خباثت
واعتقادات فاسده و فرموده در حدیث المومن مرآة المومن
تفسیر بدو وجه کرده شده است یکے اینکه مراد داشته
شود از مومن اول حق سبحانه و بدوم بندهٔ مومن
و دوم عکس آن و هر دو صحیح است چنانچه
صاحب فتوحات گفته است و آن که
حق سبحانه شیشه تست در دیدن تو نفس
خود را و تو شیشه ذات بحت هستی در دیدن
اسماء و صفات او۔ مولف رض مے فرماید که
سوار شدم همراه آنحضرت کشتی سالیس فرمودند ای
عبدالعزیز موج دریا خوب مثالها است برائے
ظهور وجود حق سبحانه که بے قید است در
افراد عالم که مظاهر اوست جل شانه و مولف میفرماید
که از حد بسیار یک ذکر می شنوم از آنحضرت که میخواندند
این بیت عربی را که خلاصه اش اینست که ذات
حق سبحانه که بحر گفته است از وے همچنان بحر است که بود
هیچ تغیر و تبدل بذات وے سبحانه بوجود افراد
عالم راه نیافته چه افراد عالم که حوادث اعیان
از آن است همچون موجها و نهرها است
که بوجود آنها بحر یعنی دریا بے
تغیر و تبدل بحال خود مے ماند

وهو تحلية الظاهر بالشريعة
الشريفة والاستقامة
عليها وتخلية الباطن عن
الرذائل قال في الحديث
المؤمن مرآة المؤمن
يفسر على وجهين ان يراد
بالمؤمن الاول الحق
سبحانه وبالثاني العبد
المؤمن او بالعكس وكلاهما
صحيح قال في الفتوحات
هو مرآتك في رؤيتك نفسك
وانت مرآته في رؤيته اسمائه
وصفاته ركبت مع السفينة
فقال يا عبد العزيز الامواج
احسن مثال الظهور الوجود المطلق
في مظاهره وكثيرا
ما سمعته ينشد
بهذا البيت ۵
البحر بحر على ما كان في القدم
ان الحوادث امواج و انهار

کیا۔ بلکہ الآن کما کان ہے۔ ایک دن فرمایا
کہ ہم قاری علماؤن سے سُنا کرتے تھے۔ کہ
ایاک نعبد کے درمیان یعنی ایاک کے بعد
فصل اور فرق نہ کیا جائے۔ بلکہ اسمین یہ
لکھا تھا۔ یہ ان کلمات مین یعنی دونو ایاک
کو ما بعد یعنی نعبد و نستعین کیساتھ متصلاً ملا
کر پڑھا جائے۔ حافظ عبد العزیز مؤلف رسالہ اس
کی توجیہ و تطبیق یون فرماتے ہین کہ فصل
معتدل ہو۔ شرح کبیری کا مفہوم یہ ہے
کہ فصل غیر معتدل نہو۔ چونکہ بعض لوگون نے اس
فصل مین یہانتک افراط کی کہ دونو کلمونکی
بے تعلقی و بے ارتباطی اسمین مفہوم ہونے
لگی تو کبیری شرح منیہ مین اُنکی تردید کیگئی۔
فرمایا کہ حضرت شیخ فخر الحق والدین ہر
ایک آنے والے کی تعظیم کے لئے قیام
فرمایا کرتے تھے۔ اسکی وجہ بیان فرمانے
کیلئے آپ سے استفسار کیا گیا۔ تو آپ نے
باین طور اعتذار فرمایا کہ نفس کی مثال شیرخوار
بچہ کی سی ہے۔ کہ اگر اُسے چھوڑے رکھو گے
تو وہ دودھ ہی پیتا رہے گا۔ بعد از بستہ شیر

فرمود کہ مے بودیم کہ مے شنفتیم از عالمان
قرات کہ بیان دو کلمہ ایاک نعبد فصل و فرق
کردہ شود و ہمچنین میان دو کلمہ ایاک نستعین
پس لکن ان در کبیری شرح منیۃ المصلی دیدیم خلاف
آن کہ فرق کردہ نشود تا کہ نوشتہ اولی اینست
کہ متصل سازد ہر دو کلمہ ایاک را با بعد خود
پس در وجہ آن مؤلف علیہ الرحمۃ مے فرمایند
تطبیقاً بین المسموع والمسطور میگوئیم کہ مراد لفظ
نص مسموع و غرض ازان فصل معتدل است
و مراد از عدم فصل مسطور شرح منیۃ المصلی
عدم فصل بمبالغہ است یعنی و قتیکہ چند مردمان
در مبالغہ فصل عادت کردہ بودند تا کہ وہم
تمامی و بی تعلقی ہر دو کلمہ گویا در شرح مذکور
رد است بر مبالغہ کنندگان در فصل و قطع
فرمود کہ حضرت شیخ فخر الحق والدین تعظیم
ہر یکے مے نمود کہ مے آمد و مے ایستاد برائے تعظیم او
پس ازان سوال کردند ازین بر جواب فرمودند
کہ نفس ہمچون بچہ شیر خوارہ است کہ اگر
بگذاری او را در شیر خوارگی مے زیست تا
جوانی ہم محبت شیر نوشی از و نخواہد رفت

قال رحمه كنا نسمع من القراء
انه يفصل بين كلمتي
اياك نعبد كذلك بين
كلمتي اياك نستعين قبلي نا
في الكبيري شرح المنية المصلي
انه لا يفصل حتى كتب
الاولى الفصل المعتدل لكن
الناس بالغوا في الفصل
حتى كادت الكلمتان
يتقاطعان وفي شرح المنية
رد على الواغلين في الانفصال
قال رحمه كان الشيخ
فخر الحق والدين يعظم
كل من جاء ويقوم
لتعظيمه له فسئل
عن ذلك فاعتذر
بان النفس
كالطفل ان
تهمله شب
على حب الرضاع

خورگی بھی دودھ کی محبت ہوگی۔ اگر
قبل از وقت الگ کردیا جائے تو وہ
الگ ہوجائیگا پس میں ڈرتا ہوں کہ کہین
اسے ہر ایک کی بے تعظیمی کی عادت نہ
ہوجائے۔

انسب جواب آپ کے رتبہ کے مناسب
یہ ہے کہ آپ بجز ذات حق کچھ نہ دیکھا کرتے
تھے۔ جو تعظیم ہوتی تھی۔ وہ حق سبحانہ
کے لئے ہوتی شیخ سعدیؒ کے اس شعر
کی کہ ۵ یا مکن با پیلبانان دوستی +
یا بنا کن خانہ را در خورد پیل + اس طرح شرح
فرمایا کرتے۔ کہ فیل سے اشارہ حق سبحانہ
کی طرف ہے۔ اور پیلبانان سے اولیاء اللہ
کیطرف مؤلف صاحب کہتے ہیں کہ حافظ
محمد صالح کے خطوط میں لکھا کرتا تھا۔ مجھے
فرماتے کہ خط واضح لکھا کرو۔ شکستہ لکھنے
سے منع فرماتے۔ فرماتے کہ کاتب کو
صرف یہی گناہ ہلاک کرنیکے لئے کافی ہے
کہ پڑھنے والا اسکے مشکل مکتوب کے پڑھنے
کی تکلیف سے دردناک ہو۔ فرمایا کہ ذات

واگر بوقت معہود از شیر دور کنی دور شود
و محبت شیر از و خواہد رفت از ان متنظم
ہر کسے عادت بے تعظیمی از و دور کنم
کہ مبادا بر عادت خود ماند و تعظیم کسے نکند
مولف میفرماید کہ این محض عذر ظاہری بود
ماسبب حقیقی این بود کہ او بغیر بجز ذات حق
سبحانہ ہیچ نمے دید پس او در تعظیم
میکرد بہمہ مظہر ے کہ مے دید
و فرمودند کہ معنی قول شیخ سعدی
علیہ الرحمۃ کہ بپارسی فرمودہ خلاصہ اش
اینست کہ بفیل یعنی پیل اشارہ است
بحق سبحانہ و اہلے پیل اہل اللہ
ہستند و بودم کہ مے نوشتم خطوط آنحضرت
را پس مے بود کہ مے فرمود مرا
بتشریح نوشتن و ترک پیچیدگی و مے
فرمود در وجہ آن کہ بس گناہ است
کاتب را ہمین کہ تکلیف کشد
خوانندہ بخواندن نوشتہ او
و فرمود کہ رضی اللہ تعالے
فرمود کہ معرفت و

تعظیمہ یتعظم فاخاف
یتعادان لا ینظم لاحد
ان النسب فی الحقیقۃ انہ
لا یری الا ذات الحق
تعالی فیعظمہ
بانہ قال رضی اللہ تعالی عنہ معنی
قول السعدی فرد ۵
یا مکن با پیلبانان دوستی
یا بنا کن خانہ را در خورد پیل
قال رضی اللہ عنہ الفیل اشارۃ الی
اللہ سبحانہ واہل الفیل
اولیاء اللہ تعالے
وکنت اکتب لہ
المرسلات فکان یامرنی
بایضاح المکتوب وترک
القرمطۃ ویقول کفی
الکاتب اثما ان یتأذی
القاری بغیر
قراءۃ مکتوبہ
قال رضی اللہ عنہ معرفتہ کنہ

حق سبحانہٗ کی کنہ کی پرکھ جانچ ناممکن ہے
ویحذرکم اللہ الآیۃ سے اسکی جانب اشارہ ہے
ترجمہ یون ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہین ڈراتا ہے
اسکی کنہ مین پڑنے سے اور اللہ تعالیٰ
بر بندگان خود مہربان ہے۔ یعنی اسکا ڈرانا
اس سے تم پر مہربانی فرمانا ہے تاکہ اس
چیز کی تحصیل مین جسے تم حاصل نہیں کر
سکتے۔ تضیع اوقات نہ کرو۔ فرمایا حبیب
حضور فداہ ابی وامی صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو معراج ہوئی تو اللہ تعالے نے
آپ کو انواع اقسام کے علوم تعلیم کیے۔
اور فرمایا کہ پوشیدہ رکھنا جب آپ معراج
سے تشریف لائے۔ تو ایکدن کسی دیوانہ
کو دیکھا۔ کہ وہی علوم بازارون اور کوچون مین
کہتا پھرتا ہے آپنے جناب باری مین عرض
کی کہ یہ کیا بات ہے۔ ہمنے تو چھپانیکی وصیت اور اُسے
یون وحی ہوئی۔ کہ یہ ہمارے اسرار ہین آپسے
زبان چھپے گا اگر آپ بتلاتے تو فتنہ فساد کا ڈر
تھا اس دیوانہ کی باتونکا کون اعتبار کرتا ہے

وشناختن حقیقت ذات او سبحانہ محال
است و با فہمیدن آن نشاید قول حق سبحانہ کہ
ترجمہ آن اینست می ترساند شما را حق تعالیٰ از سعی
در شناختن حقیقت او سبحانہ حق سبحانہ مہربان است
بر بندگان خود می ترساند از جہت مہربانی کہ
تا کہ ضائع نکنید اوقات خود را در کاری کہ یافت
آن ممکن ایشان نیست ونیز مروی است کہ در شب معراج
نصیب حضرت رسول کریم شد آموخت او را حق
سبحانہ از اقسام علوم و وصیت کرد بپوشیدہ داشتن
آنہا پس از آنکہ رجوع نمود دید روزی مجنون را کہ در
بازار و کوچہ ہا بعینہ آن علوم را و آن اسرار تکلم میکرد پس
متحیر شد عرض خدمت عزت باری کرد کہ یارب
چگونہ است این حال مرا گفتہ شد ازین دیوانہ [illegible]
کمال اظہار پس نمودہ وحی حکم شد کہ این از اسرار ما ہست
سوال بکن این جا اگر تو انہا را گفتی خوف فتنہ بود
اما این دیوانہ پس کہ از ابر گفتہ ہست نیست سلوک
نمودہ ندای آن نخواہد شد خلاف مجنون
کہ تو عاقل کامل کہ سخن آن خواہد شد بفہم
شان نمی آید خون فتنہ گردد

ذات الحق سبحانہ محال
والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ
ویحذرکم اللہ نفسہ و
واللہ رؤف بالعباد وہذا
کالتعلیل لتحذیرہ ای انما
حذرہم رأفۃ بہم لئلا
یضیعوا اوقاتہم فیما لا
یمکن نیلہ قال لما عرج النبی
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علمہ انواعا من
العلوم واوصاہ بکتمانہا
فلما رجع رأی ذات
یوم مجنونا یتکلم بتلک العلوم
فی السکک والاسواق فقال
یا رب کیف ہذا الامر
فاوحی الیہ ان ہذا
من اسرارنا فلا تتکلم
لو تکلمت بہا لخیف الفتنۃ
واما کلام ہذا المجنون
فلا یعتمد الناس علیہا

خاتمہ در بعض ذکر حضرت حافظ صاحب ممدوح رح

حضرت محب الکاملین بالکمال محبوب اللہ المتعال حضرت خواجہ غریب نواز خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ
خلیفہ ثانی حضرت خواجہ عالم اند۔ در صورت و سیرت مظہر جمال الٰہی بودہ اند۔ و بعد از تکمیل علوم ظاہر بشرف بیعت مشرف
گشتہ چند مدت در مجاہدات و خدمات حضور خصوصاً دویدن پیش اسپ سواری حضرت ممدوح برداشت و آب برد کہ دران ایام
وضو مہیا میداشتند شاغل بودہ اند اتفاق روزی یک اسپ عمدہ از حضرت شاہ صاحب عبد الوہاب شاہ جیو فتوح رسید حضرت
ایشان را بر آن اسپ سوار نمودند و فرمودند کہ حافظ صاحب آیندہ دویدن پیش اسپ موقوف نعمت ظاہر و باطن بخشیدند نعمت
خاص خویش مشرف گردانیدند و باقامت ملتان کہ اصلی وطن ایشان بودہ مشار گشتند حسب الاشارہ حضور در ملتان تشریف
طرح بیعت انداختند و بسیار کسان را از ملتان و تھل و سندھ مشرف گردانیدند و تفقد یاران از عادات شریفہ ایشان بودہ
و اشاعت امر بیعت درین دیار ہم از ایشان بودہ و خلفاء ایشان بسیار اند چنانچہ سر آمد کل حضرت مولانا و مرشدنا محب المساکین
و المساکین حضرت مولوی محمد خدا بخش ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ و حضرت مولوی محمد حامد فتح پوری و حضرت شاہ صاحب
سید محمد زاہد شاہ جیو و حضرت مولوی صاحب مولوی عبد الرزاق ساکن میلسیان وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم
وفات ایشان پنجم جمادی الاولی سن الف مأتین و خمسہ و ستہ و عشرین۔ مرقد منور ایشان شرق مسجد ملتان زیارتگاہ خاص و عام۔

ذکر حضرت خواجہ خیرپوری صاحب رح

حضرت محب المساکین سید التارکین غوث الخلایق علی الاطلاق محبوب رب العالمین حضرت مولانا مولوی محمد خدا بخش صاحب
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاہ حضرت ایشان در اصل از ملتان بودند از آبا و اجداد عالم بودہ اند و چہل سال و زیادہ در ملتان در مسجد
درس تدریس نمودہ اند ظاہراً بخلق و باطن بحق در اخفاء حال خویش کوشش مے نمودند و اہتمام تمام داشتند در ابتداء حال در طلب
شیخ کامل مکمل مے بودند کہ روزے حضرت خواجہ خواجگان خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در درس تشریف آوردند
و ایشان را ہمراہ خویش بخانقاہ حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بردند و آنجا بیعت فرمودہ بانواع نعم ظاہر
و باطن ممتاز فرمودند و از کرامات حضرت ایشان آنست کہ اکثر اہل زمان بلکہ ہمہ ایشان از حضرت ایشان مستفیض بعضے بلا واسطہ
بعضے بالواسطہ و بعضے بالوسائط و بولایت و کرامت ایشان بکر زبان مقر و معترف اند و بفقر و مسکنت افتخار می فرمودند گویا کہ اللہم
احینی مسکینا و امتنی مسکینا و احشرنی فی زمرۃ المساکین زبان حال و قال و وظیفہ ایشان موجود و بے تکلف بودہ اند در لباس و
معاشرۃ و حتی الامکان خدمت بنفس خود بکسی نمی فرمودند ظاہراً بکار و دل بیار و خلوت در انجمن صفت ایشان بودہ و ترغیبہ
شریفہ کلام حالی ایشان است ہر چند کہ در کتمان و اخفا می کوشیدند حق جل و علا در افشاء آن افاضۂ خلق ظاہر مے نمود تا کہ اکثر اہل زمان
از کوہستان و از ملتان بہاولپور و احمد پور و خیرپور و تھل و سندھ وغیرہ اطراف و اکناف از جنوب و شمال بشرف بیعت مشرف
گشتہ و بفیوض ظاہر و باطن فائز و قائلین ما را آئینہ مثلہ فقط و کشف کرامات ایشان از حد بیان احصا بیرون است و در آخر

بود در آخر عمر چندان استغراق دست داده که شناخت مردمان که اکثر بہم غزر بوده اند و امتیاز میان شمع و لذیذ بعد سلامت حواس از دست رفته و چون سکان بر ملتان تغلب نمودند از ملتان ہجرت نموده ، توطن خیرپور شریف اختیار نمودند وفات ایشان نیز در انجا وقوع آمده آخر محرم الحرام سنہ الف و مائتین و ثلث خمسین ادر مرقد منیف ایشان غرب روئیہ خیرپور زیارتگاه خلائق است +

ذکر حضرت خواجہ مولانا مولوی حافظ محمد عبید اللہ صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ

حضرت الشیخ المتوکل علی اللہ الفانی فی اللہ الباقی باللہ حضرت غریب نواز محرم راز حضرت مولانا و مرشدنا حضرت خواجہ مولوی حافظ محمد عبید اللہ رحمہ اللہ الملتانی ادام اللہ ظلالہ فیوضہ علی المسترشدین و افضل الینا من فیوضاتہ حضرت ایشان از آبا و اجداد نسبت بہ پشت عالم اند بعلوم ظاہر و باطن و خلیفہ کلان حضرت مولانا مولوی محمد خدا بخش صاحب ملتانی رضی اللہ عنہ ہستند در اول عمر علم ظاہر از والد ماجد خویش حضرت مولوی صاحب مولوی قدرۃ اللہ رضی اللہ عنہ در وقت خویش اعلم اہل زمان بوده اند گرفته اند و بعد از وفات ایشان ہمراه برادران خویش در مسجد حس پیش حضرت مولانا و بعد از تغلب سکان بر ملتان سفر احمدپور برائے طلب علم نموده پیش حضرت مولوی صاحب مولوی گل محمد صاحب که از خلفاء حضرت قاضی صاحب کوٹ مٹھن بودند تکمیل علوم متداولہ نموده اند و چونکہ اتفاقاً حضرت مولانا صاحب آنجا تشریف آورده اند بشرف بیعت مشرف کرده بطرف خیرپور ہمراه خویش بردند و علوم عربیہ چنانچہ حساب و ہیئۃ و علم تصوف و علم فرائض آنجا بہر باب فرمودند و در شرف صحبت آنحضرت بانواع فیوض ظاہر و باطنہ فائض گشتہ خلعت خلافت خاص یافتند و مجاز شدند و حضرت مولانا ایشان را بسیار دوست می داشتند و بسیارے فرمودند که عبید اللہ جان من است و اکثر در حال ضعف و استغراق که مردمان بشرف بیعت و زیارت مولانا مشرف مے شدند تلقین مفوض ایشان بود و در علوم مختلفہ رسائل کثیره تصنیف فرموده اند که بسیاری مردمان از ان نفع مے گیرند و بسیاری از مردمان از علماء و غیر ایشان بشرف بیعت مشرف شده اند و از رغبانیدن مردمان بر بیعت چنانچہ عادت اہل زمان است بسیار متنفر مجتنب بودند و خلفائے خود را ازین امر منع مے فرمودند کنایۃ و صراحۃ و می فرمودند که اصل این کار محبت است و اخلاص و بیکار بودن را انتہا بسیار بد مے دانستند و خود بدولت نیز گاہے بیکار نبوده اند و مردمان جاہل و اہل البدع را دشمن میداشتند و ہر کس را ہمیشہ مشغول بودن بکارے میفرمودند و اقسام کرامات و انواع خوارق عادات از ایشان بوقوع آمده **وفات** حضرت ایشان یوم الجمعہ سادس از جمادی الاولی بوقوع آمده ۱۳۰۵ھ در جنازہ حضرت ایشان چندان خلق جمع شده بود که در عدد حصر ہیچکس نتوانستہ و ہمہ کسان از حاضرین متعجب بودند چہ مولفین چہ مخالفین قائلین ما رأینا مثل ہذا الازدحام علی جنازۃ احد و کان قد شرع من وقت الوصال الی حصول الدفن السحاب الماطر قلیلاً قلیلاً لکان الجنازۃ فی حمام خاص و موضع شرقاً شمالاً من ملتان علی نحو میل و نصف و من مسکن المحضور بعد صلوۃ الجمعۃ و مرقد شریف حضرت ایشان غرب روئیہ ملتان زیارتگاه خلائق است و قد قیل فی تاریخ وصال المقدس رضی اللہ عنہ و فات المتقین فی جنت اللہم افض علینا من فیوضہ و برکاتہ

۱۳ ھ ۵ ۰ ۱۳ ھ ۵ ۱۳

ORIENT PROCESS
اورینٹ پروسس لاہور